



وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ
مَاجَاءِ هُمُ الْبَيْتِ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو فرقہ فرقہ ہو گئے اور احکامِ مبین
آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ
ہیں جن کو (قیامت کے دن) بڑا عذاب ہوگا۔ (سورۃ آل عمران: ۱۰۵)



السلامی ادب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَأِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ
عَلَى الْإِيمَانِ ط وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ يَتَوَلَّهُمْ أَجْمَعِينَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ
وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ
كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنََهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ
فَتَرْتَضُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ٤ (التوبة: ٢٣-٢٤)

اے اہل ایمان! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کریں تو تم ان
کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھیں گے وہی ظالم ہونگے (اے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور عزیز واقارب
اور تمہارے وہ مال جو تم کھاتے ہو اور تمہاری وہ تجارت جس کے ماند پر جانے کا تم کو خوف
ہے اور تمہارے مکانات جو تمہیں پسند ہیں، تم کو اللہ۔ اس کے رسول اور اس کی راہ میں
جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اپنا حکم بھیجے۔ اور اللہ نافرمان
لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

حدیث دل ادارہ

ختم نبوت صوفیاء اور قادیانیت کا اشتراک :-

انکار ختم نبوت کا بڑا غم کون ہے؟ طفیل قسّم صاحب دعوت غفور و مکرر بیتہ ہیں۔

تبلیغ دین کی اہمیت :-

ومن در انھم بزرخ :-

جوان غزم بزرگ ساتھی محمد ہادی صاحب عذاب بزرخ پر چند مزید دلائل دیتے ہیں

تخلیق آدم :- بچوں کے لئے نیا سلسلہ

سن تو سہی :- ایک تحقیقی مضمون

قافلہ ہے رواں دواں :-

ڈاکٹر عثمانی کی وفات کے بعد ملک بھر کے ناظمین کے پہلے اجتماع کی روداد



تجوید کے کو متحرک رکھنے اور حبیل اللہ کی اشاعت ممکن بنانے کے لئے ہر ماہ کچھ نہ کچھ مالی تعاون ضرور فرمائیے۔



مجلس ادارت

مدیر محمد اعظم

نائب مدیر طارق انسیم

امیر بادشاہ

معاونین عبدالقادر سومرو

عمر فاروق

محمد صدیق



یہ پرچہ بلا قیمت تقسیم کیا جاتا ہے



مقام اشاعت و دفتر رابطہ

۲۵- سی - گلشن رفیع

ملیر کراچی - ۲۳

آج دنیا میں ایمان اور اسلام کے دعویدار امت مسلمہ ہر جگہ ذلت و رسوائی اور پست و مغربیت سے دوچار ہے۔ ان کی بہتوں سے دھواں اٹھ رہا ہے اور ان کی لاشوں پر دوسروں کے تختے بچھے ہوئے ہیں۔ یہ سلسلہ آج سے نہیں صدیوں سے جاری ہے۔ حالانکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت دی ہے۔ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنِّي كُنْتُ مَوْمِنِينَ "مگر تم ہی غالب رہو گے اگر مومن ہو" اور پھر یہ کہ مالک کے برکتیں اور رحمتیں برسنے کو تیار رہتی ہیں ایسے بندوں پر جو ایمان کے حامل اور اس کی نافرمانی سے بچنے والے ہوں۔ اس کے باوجود یہ بربادی یقیناً مالک کی نافرمانی اور اس کے عذاب کی نظر سے جس کے وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ "یہ امت" ایک طویل عرصے سے ایمان اور تقویٰ کی مطلوبہ شہادت کو پورا نہیں کر رہی۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک محض زبان کے بھاگ اڑانے سے ایمان کا حق ادا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے بات وہ ایمان معتبر ہے جو بشر کے کے پر شاہد سے پاک ہو اور جس کا اقتدار طاعت کے کفر کے بعد کیا جائے۔ فرمایا۔ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُسْتَضَوْنَ (الاحقاف ۸۳) اللہ تعالیٰ دنیا میں امن و سلامتی اور انجام کار ہدایت (جنت کی بادشاہی) کا وعدہ انہی لوگوں سے کرتا ہے جو اپنے ایمان میں شرک کی آمیزش نہیں کرتے۔ بلکہ اس سے پہلے اللہ کے علاوہ زمین پر براجمان تمام باطل خداؤں کا انکار کرتے ہیں۔ چاہے ان کا تعلق تاج و زر سے ہو۔ چاہے احبار و رہبان (مولوی اور پیر) سے۔ عرض جو بھی اللہ کے مقابلے میں اپنی چلانا چاہتا ہو یا اللہ کے علاوہ جس کے پوجا ہو رہی ہو۔ ان سے وہ بیزار ہوں۔ اس کے بعد ہی ان کے ہاتھ میں نہ لڑنے والا حلقہ ہوگا۔ اور وہ مضبوط اور استوار بنیاد پر قائم ہوں گے۔

مَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا (البقرہ) یہ ہے ایمان خالص کا وہ معیار جس پر اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی کامیابی اور سرفرازی کا وعدہ فرمایا ہے۔ مگر افسوس آج ایمان کے دعوے کے ساتھ ساتھ اللہ کے مخلوق کو اس کے ذات و صفات، حقوق و اختیارات اور علم و تصرفات میں شریک.... کیا جا رہا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کی جاتی ہے۔ پریشانی اور مصیبت میں حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے غائبانہ ان کو پکارا جاتا ہے جو خود اللہ کی مخلوق اور اس کے محتاج ہیں۔ جن کے بارے میں مالک فرماتا ہے۔ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ (الاحقاف) کہ وہ ان کی پکاروں سے غافل ہیں۔ ایمان اور عقیدے کے یہ خرابی ہیں وہ اصل بگاڑ ہے جس کے اصلاح کے ضرورت ہے ورنہ دنیا کے اس عارضی ذلت و رسوائی کے بعد آخرت کے ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب سے پاہ پڑے گا۔ آج مسلم اتحاد اور لفاظی شریعت کی تحریکیں برپا ہوتی ہیں اور اسلام کے نام پر طرح طرح کی باتیں کی جاتی ہیں لیکن اس بنیادی خرابی کے طرف کوئی آواز نہیں اٹھتی۔ یہی وجہ ہے کہ بین اسلام ازم کی تحریکوں اور محبت اور اخوت کے تالان سے کوئی اصلاح برآمد نہیں ہوتی بلکہ بات بکڑاتی ہی چلی گئی۔ اللہ اصلاح احوال کا صحیح احساس ہے۔ آمین



مولوی جلال الدین رومی المعروف "مولانا روم" :-

متوفی ۶۹۷ھ / ۱۲۷۳ء اپنی مشہور کتاب "مثنوی مولانا روم" میں تحریر فرماتے ہیں :-
نکھر کن در راہ میگویند متے

تا نبوت یا بی اندر آستے

"بیکل کاراہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ اُمت کے اندر تجھے نبوت مل جائے۔"

(انجام منظوم اردو ترجمہ مثنوی مولانا روم مرتبہ مولوی فیروز الدین سن ۱۹۲۰ء ص ۹۹ دفتر چہارم)
نیز اجراءے وحی کے متعلق فرماتے ہیں :-

نہ نغم است و نہ مل است و نہ خواب

از پسے رو پرشن عاقد و در جہاں

(یعنی وحی الہی نہ نغم ہے، نہ مل ہے، نہ خواب ہے، نہ دھواں آسمان پر چھوٹا ہے، لیکن مام لوگوں سے پوشیدہ رکھنے کے لئے صوفی اسے "وحی دل کہر دیتے ہیں، حالانکہ حقیقتاً وہ وحی ہوتی ہے۔)

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری :-

متوفی ۷۳۲ھ قمری فرماتے ہیں

دمہ دم روح القدس اندر جھپٹے می دد

من سے گوئم مگر من یسوی ثانی شدم

(ہر لحظہ ہر گھڑی روح القدس (جبرائیل) معین الدین کے اندر گریہ بات چھونکتا ہے، میں اپنی ذات سے نہیں کہتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میں جیسی ثانی ہو گیا ہوں۔)

شیخ احمد فاروقی سرسندی المعروف مجدد الف ثانی :-

متوفی ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۲ء فرماتے ہیں :-

"حصول کالات نبوت مرابعال رابطہ بقیت و درانت بعد از بعثت ختم الرسل علیہ و علیٰ جمیع الانبیاء و الرسل الصلوٰۃ و التحیات منافی ناقیت انصیت خلا نکون من المُنْتَرِین ۵"

(یعنی خاتم الرسل — محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کے متبعین آپ کی پیروی اور وراثت کے طور پر کالات نبوت کا حاصل کرنا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے متنافی نہیں، لہذا اسے غالباً ترک کرنا اور اس سے (مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر اول مکتوب ۲۰۱)

حقیقت کعبہ کے مقام میں حقیقت محمدی کا عروج :- جاننا چاہئے کہ جس طرح کعبہ کی سورت تہذیب کی منزل کی مسجد ہے، اسی طرح حقیقت کعبہ ان چیزوں کی حقیقت بلکہ مسجد ہے۔ اور میں ایک عجیب بات کہتا ہوں جو اس سے پہلے نہ کسی نے سنی اور نہ کسی بتائے دلائے نے بتائی جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صرف مجھے بتائی اور صرف مجھ پر ابھار فرمائی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ آں سرور کائنات علیہ صلوٰۃ و التسلیمات کے زمانہ رحلت سے ایک ہزار چند سال بعد ایک زمانہ ایسا ہو آئے واللہ کہ حقیقت محمدی اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ کے مقام میں ارسائی یا گرا سمد کے ساتھ (متحد ہو جائے گی) اس وقت حقیقت محمدی کا نام حقیقت احمدی ہو جائے گا۔ اور وہ ذات "احد" بل سلطان کا مظہر بن جائے گی۔ (ترجمہ سہارنوی ص ۲۵ مترجم مولانا سید زکریا حسین شاہ صاحب تحفہ سیدی محمدی)

شاہ ولی اللہ دہلوی :-

متوفی ۱۱۷۹ھ " اللہ سبحانہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی اور فرمایا میں تجھ کو طریقہ ہدایت کا جو ان تمام طریقوں میں سے جو اس وقت رائج ہیں، سب سے زیادہ خدا تعالیٰ تکمیل پہنچانے میں قریب ہو گا۔ اور سب سے زیادہ مضبوط ہو گا۔ " (تجلیات الہیہ جلد ۱ ص ۴۵)

امام اہلسنت احمد رضا خان فاضل بریلوی :-

اپنی تفسیر فقہوں کے مجموعہ کتاب مدائن بخشش میں اپنے "مذہب غوث اعظم" یعنی عبدالقادر جیلانی کے ساتھ بیان کرتے کرتے فرماتے ہیں :-

قلوبے سایہ نعل کبریا ہے

۱۳۰

قواں بے سایہ نعل کا غل ہے یا غوث

انجام دے آغاز رسالت باشد

اینگو گوتم تا بعبد العباد

ترجمہ :- عبدالقادر جیلانی کے بعد مجھ سے آغاز رسالت ہو گا اور وہ نیاز رسول بھی فتح جیلانی کا تابع ہو گا۔

مدائن بخشش کامل ص ۱۹۵ فری بکھڑو امین پور بازار فیصل آباد

قاسم نانوتوی صاحب (المتوفی) بانی دارالعلوم دیوبند :-

اپنی کتاب تحذیر الناس شائع کردہ دارالاشاعت مجال مولوی مسافر خانہ کراچی جلد ۱ - میں رقمطراز ہیں :-

۱ - "سورعام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روش ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فیصلت نہیں۔ (تحذیر الناس ص ۵۴)

۲ - "غرض اختتام اگر بایں معنی تجرید کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ کی نسبت تعلق نہ ہو گا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" (ایضاً ص ۵۵)

۳ - "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو یہ بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (ایضاً ص ۵۴)

مرزا غلام احمد دہلوی نے اپنی جھوٹی نبوت کا بھی جواز پیش کرتا ہے اور خاتم النبیین اس کے باوجود بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی سمجھتا ہے۔

مولوی عبد الجبار غزنوی والد داؤد غزنوی :-

اپنی کتاب "اثبات الہام والبیعة" صفحہ ۱۴۸ پر تحریر فرماتے ہیں :- "مسئلہ الہام صحت و حرمت کا مسئلہ نہیں جو اس کا ثبوت صحابہ اور تابعین سے ضرور ہونا چاہیئے۔ بلکہ آدم سے لے کر اب تک اگر کسی نے بھی دعویٰ نہ کیا ہو اور آج ایک شخص متقی پر یہ گار دعوٰی کرے کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ اور مجھ پر سے آواز آتی ہے۔ تو اس کو سچا جانیں گے اور حکم شریعت تمام اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس کو سچا جانیں۔"

بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو یہ بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (قاسم نانوتوی)

ختم نبوت

صوفیا اور قادیانیت کا اشتراک

محمد طفیل تبسم

عقیدہ ختم نبوت ایک ایسا عقیدہ ہے کہ قرآن و حدیث سے اس کے اثبات کے قطعی اور محسوس دلائل ملے ہیں اور برسی و مضبوط سے بیان کیا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی تشریفی یا غیر تشریفی نہیں آئے گا۔ مگر اسلام دشمن عناصر نے جس طرح کوششیں کی ہیں کہ وہ اس حق کے دوسرے عقائد کو بدلے۔ اسی طرح اس معاملے میں بھی "غیر تشریفی نبوت" کا پورا دروازہ کھل دیا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان :- مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ

وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب: ۴۰)

”محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔“

لفظ ختم کا مفہوم :- ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنا کہ نہ اس کے اندر کوئی چیز باہر نکل سکے، اور نہ ہی کوئی خارجی چیز اس پر اثر انداز ہو سکے۔ یہی مفہوم ”خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ“ کا ہے۔ کہ گمراہی ان کے دلوں پر مرکب (SEALED) ہوتی ہے۔

اور وہ صداقت الہی سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ اس کی وضاحت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ہوتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات :- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا

فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبَنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْبُدُونَ وَيَقُولُونَ هَذَا هُوَ اللَّيْلَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّيْلَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (ترجمہ) ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے قبل گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا اور پڑا اچھا اور خوبصورت بنایا۔ صرف ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ جب (اس مکان کو دیکھنے کے لئے) اس کا چکر لگاتے تو (اس کی تعمیر پر) تعجب کا اظہار کرتے۔ اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں۔ اور میں نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں۔“ (بخاری - کتاب الانبیاء)

اسی مضمون کی چار پانچ احادیث صحیح مسلم - کتاب الفضائل میں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک میں یہ الفاظ زندہ تھے ہیں۔

فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّيْنَةِ حِينَئِذٍ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ (فرمایا میں اس اینٹ کی جگہ ہوں میں آیا اور میں نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا۔)

یہ حدیث اسی طرح ترمذی میں کتاب المناقب اور کتاب الآداب کے اندر بیان ہوئی ہے۔ اور اوڈ میں اس حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں ”ختم فی الانبیاء“

”میرے ذریعہ انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا۔“

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْهَاشِمِيُّ الَّذِي يُمَحِّدُنِي الْكَفَرُ وَأَنَا الْهَاشِمِيُّ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ عَلَى عِقْبِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَكَ نَبِيٌّ -

”جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں۔ اور احمد ہوں اور ہاشمی ہوں کہ میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو کفر کو مٹائے گا۔ اور میں ہاشمی ہوں۔“

کلیج کے جائیں گے تو میرے بعد (قیامت کے دن) اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی نہیں۔" (مسلم: کتاب الفضائل: مذی: موطا: ترمذی: کتاب الادب)
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتِّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ
 الْكَلِمِ وَفُضِّرْتُ بِالزُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْعَنَابُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ
 كَافَّةً وَيُخْلَعُ لِيَ النَّبِيُّونَ ۝ (ترمذی) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو چھ باتوں کی وجہ سے اور پیغمبروں
 پر فضیلت دی گئی ۱۔ مجھے جامع کلام دیا گیا۔ (یعنی مختصر اور کثرت المعانی) ۲۔ مجھے زعب سے مدد دی گئی۔ ۳۔ میرے لئے عنیت کے مال علال کئے گئے۔
 ۴۔ میرے لئے ساری زمینیں پاک کرنے والی اور مسجد بنائی گئی۔ ۵۔ اور میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ ۶۔ اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ (یعنی نبوت) ختم کر
 دیا گیا۔ (مسلم: کتاب المساجد: ترمذی: ابن ماجہ)

قال ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم
 ہو گیا۔ پس اب حیرت نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔" (ترمذی: کتاب الزواجر اور مسند احمد)
 جھوٹے دعویداران نبوت کی اصلیت کو واضح کرنے کے لئے تو بان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.....
 وَأَنْتُمْ مَسِيكُونَ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ اللَّهُ وَإِنَّا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي ۝ "رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... اور یہ کہ میری امت میں تیس جھوٹے ہونگے ان میں سے ہر ایک نبی ہونے کا گمان (دعویٰ) کرے گا۔ حالانکہ میں انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں
 میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" (رواہ ابو داؤد: کتاب الفتن) ترمذی نے تو بان اور ابو ہریرہؓ سے مروی اس طرح کی دو روایتیں نقل کی ہیں۔
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَيُيْعِثُ نَبِيًّا لَا حَذَرَ أَمْتِهِ الدَّجَالُ دَأَانَا الْخِرَاءُ النَّبِيَاءُ وَأَنْتُمْ
 أَخِرَالِأَمَّةِ وَهُوَ خَارِجٌ فَيَكْفُوهَا حَالَةً۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے ڈر دیا ہو۔ (ان کے زمانے میں وہ نہ آیا) اور اب میں آخری نبی
 ہوں۔ اور تم آخری امت ہو۔ لا محالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلتا ہے۔" (رواہ ابن ماجہ: کتاب الفتن)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاني اخيرا لاني وان مسجدي اخيرا لاني
 "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے۔ (مسلم: کتاب الحج)
 قال لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی۔ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں ملے گا اور میری امت کے کوئی اور امت نہیں۔ (رواہ بیہقی: کتاب الزواجر)
 کتاب اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر واضح ارشادات کے باوجود کہ نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی اور نبی نہیں
 آئے گا۔ صوفیاء نے جس طرح توحید کو اتحاد میں بدل کر "وحدت الوجود"۔ "وحدت الشہود" اور "مطلو" کی پاکت خیر تشریف قائم کی، اسی طرح ختم نبوت کے مقابلے میں "تشرعی توحید"
 "نبوت کا نظریہ" وضع کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت اور وحی کے سلسلے کو جاری قرار دیا۔ پھر کئی من چلوں نے اس دعائیت سے فائدہ اٹھا کر نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس سلسلے
 کی ایک گڑی آنجنابی مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہیں۔

ذیل میں قادیان کے اس کتاب کے دعویٰ نبوت اور صوفیاء کے نظریہ "غیر تشرعی نبوت" کا تقابلی جائزہ ان کی اپنی تحریروں کی روشنی میں پیش کیا جا رہا ہے، تاکہ یہ سمجھنے
 اور فیصلہ کرنے میں آسانی رہے کہ قرآن و حدیث کے اس متفق علیہ مسئلے "عقیدہ ختم نبوت" میں بنیادی طور پر نقب لگانے والا کون ہے؟ اور کون زیادہ تصور وار ہے؟ وہ جنہوں نے
 اتحادی فلسفہ کی بنیاد پر قرآن و حدیث کی غلط تاول کر کے اس دہل کے لئے راہ ہموار کی اور کذابوں کی تصدیق کے دلائل فراہم کئے یا اس سے فائدہ اٹھانے والا یہ جھوٹا دعویدار نبوت؟ بہر
 نزدیک ہرود کے کفر میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

قرآن وحدیث کے اس متفق علیہ مسئلے "عقیدہ ختم نبوت"
 میں بنیادی طور پر نقب لگانے والا کون ہے؟ اور کون زیادہ
 تصور وار ہے؟

عقائد و دعاوی مشاہیر اہل تصوف

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی :-

فَالنَّبُوَّةُ سَارِيَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي الْخَلْقِ وَإِنْ كَانَ الشَّرِيعُ قَدْ انْقَطَعَ
فَالشَّرِيعُ جُزْءٌ مِّنْ أَجْزَاءِ النَّبُوَّةِ - (فتوحات کبیر جلد ۲ ص ۴۳ : باب نمبر ۷۳)
(یعنی نبوت مخلوق میں قیامت جاری ہے۔ اگرچہ تشریحی نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ پس شریعت اجزائے نبوت میں سے ایک جز ہے)

فَمَا انْقَضَتْ النَّبُوَّةُ بِالنُّكُلِيَّةِ لِهَذَا قُلْنَا إِنَّمَا انْقَضَتْ نَبُوَّةُ الشَّرِيعِ
فَهَذَا مَعْنَى لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ - (فتوحات کبیر جلد ۲ ص ۲۲)
(نبوت کی طور پر بند نہیں ہوئی اس لئے ہم نے کہا کہ صرف تشریحی نبوت بند ہوئی ہے۔ پس لَا نَبِيَّ بَعْدِي کے یہی معنی ہیں۔)

صوفیاء کے شیخ اکبر امام طریقت محی الدین ابن عربی "ختم نبوت" کا انکار کرتے ہوئے اپنے عقیدہ کی مزید وضاحت ان
افلاک میں تحریر فرماتے ہیں :-

إِنَّ النَّبُوَّةَ الَّتِي انْقَطَعَتْ بِوُجُودِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هِيَ
نَبُوَّةُ الشَّرِيعِ لَا مَقَامُهَا فَلَا شَرَعَ يَكُونُ نَاسِخًا لِشَرْعِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا
يَزِيدُ فِي حُكْمِهِ شَرْعًا آخَرًا هَذَا مَعْنَى قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ
قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ أَحَى لَا نَبِيَّ يَكُونُ عَلَى شَرْعٍ يَخَالِفُ شَرْعِي
بَلْ إِذَا كَانَ يَكُونُ تَحْتَ حُكْمِ شَرْعِي - (فتوحات کبیر جلد ثانی صفحہ ثالث)

(وہ نبوت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے منقطع ہوئی ہے وہ صرف تشریحی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس اب کوئی شرع
نہ ہوگی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع کی ناسخ ہو اور نہ آپ کی شرع میں کوئی نیا حکم ڈھالنے والی شرع ہوگی اور یہی معنی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے ہیں کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی یعنی مراد آپ
کے قول سے یہ ہے کہ اب ایسا نبی کوئی نہیں ہوگا جو میری شریعت کے مخالف شریعت پر ہوگا، بلکہ جب کبھی کوئی نبی ہوگا تو وہ
میری شریعت کے حکم کے ماتحت ہوگا۔)

نیز اپنی نام نہاد "بزرگی" کا جواز نکالنے کے لئے مزید فرمایا :-

(فَقَطَعْنَا فِي هَذَا الْأَمَةِ مِنْ لِحَقِّهِ دَرَجَةَ الْأَنْبِيَاءِ فِي النَّبُوَّةِ
عِنْدَ اللَّهِ لَا فِي الشَّرِيعِ) "ہم نے قطعی طور پر جان لیا ہے کہ اس امت میں ایسے اشخاص بھی ہیں جن کا درجہ
اللہ کے نزدیک نبوت میں انبیاء سے مل گیا ہے۔ مگر وہ شریعت لےنے والے نہیں ہیں۔

(فتوحات کبیر جلد اول صفحہ ۱۵۴۵ از ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء)

امام الصوفیاء عبد الوہاب شعرانی :-

متوفی ۶۹۷ھ / ۱۲۵۸ء جو بہت مستند سمجھے جاتے ہیں اور صوفیوں میں "ہیکل محمدانی" کے لقب سے معروف

ہیں اس مشہور تصنیف "البواقیت والخواہر" میں ۲ صفحہ ۲ پر تحریر فرماتے ہیں :-

۱۔ اَعْلَمُوا أَنَّ مَطْلَقَ النُّبُوَّةِ لَمْ تَرْتَفِعْ وَإِنَّمَا اُرْتَفَعَتْ نُبُوَّةُ الْقَشْرِيعِ -

(ترجمہ) یاد رکھو کہ مطلق نبوت نہیں اٹھی، صرف آشری نبوت منقطع ہوئی ہے۔

۲۔ فَلَا تَعْلَمُوا الْأَرْضَ مِنْ رَسُولٍ حَتَّى يَحْسِبَهُ اَنْهُوَ نَطْبُ الْعَالَمِ الْاِنْسَانِي وَكَتُوْ

كَاتُوا الْاَلْفَ رَسُوْلٍ فَاِنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنْ هَؤُلَاءِ هُوَ الْوَلِيْدُ - (البواقیت والخواہر صفحہ ۲۵)

"زمین کبھی کبھی زندہ رسول سے عالم نہ رہے گی۔ خواہ ایسے رسول شمار میں ہزار ہوں۔ کیونکہ نبوت علم عالم انسانی کے تطبیق ہیں

اور ان رسولوں سے مقصود خود آپ کی ہی واحد شخصیت ہے۔"

۳۔ فَمَا زَالَ الْمُرْسَلُوْنَ وَلَا يَزَالُوْنَ فِي هَذِهِ الدَّارِ لِيَكُنْ مِنْ بَاطِنِيَّةِ شَرْعِ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ - (البواقیت والخواہر صفحہ ۲۵) ۴۔ صحت ۲۵

"پہلے بھی رسولیں اس دنیا میں رہی۔ اور آئندہ بھی اس دنیا میں رہیں گے۔ لیکن یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی باطنیت سے

ہوں گے۔ (یعنی آپ کی بیرونی شریعت سے مراد نہیں گے) لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں۔"

ابویزید طیفور بن علی سی بسطامی المعروف بابن زید بسطامی :-

متوفی ۲۴۱ ہجری۔ یہ مرقیاء میں "سلطان العارفين" کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور خواجہ جنید بغدادی

کا قول ان کے متعلق مشہور ہے کہ :- "ابریزید بن زید منزلة جبرائیل فی الملائكة"۔ بابن زید بسطامی ہم میں ایسی بزرگی والے ہیں۔

جیسے جبرائیل امین ملائکہ میں ان کے یہ دعویٰ عقائد مشہور مرقیٰ شیخ فرید الدین عطار متوفی ۶۲۹ھ کی مشہور کتاب تذکرۃ

اولیاء سے نقل کئے جا رہے ہیں۔

"فرمایا (بابن زید بسطامی) نے کہ مجھ کو بہت سے درجات سمیٹے ہیں۔ ان میں سے بعض نبوت کا پہلے

حاصل کرتے ہیں۔ بعض کو نصف اور بعض کو نصف سے زیادہ ملتا ہے اور بعض کو نبوت میں سے بہت زیادہ حصہ ملتا ہے۔

اور خاتم الاولیاء کہلاتے ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۴۹ مطبوعہ کشمیری بازار لاہور)

شاید مجھ کو بی مرتبہ کی بھی منزلیں ملے کہ ان میں سے دعویٰ کیا ہو کہ

اَنَا خَتَمُ الْوَلَايَةِ دُونَ شَايٍ

لَوْرِثِ الْمَاشِيَةِ مَعَ الْمَسِيحِيِّ

میں بے شک خاتم الاولیاء ہوں کیونکہ مجھے ہاشمی ولایت کے ساتھ ساتھ مسیحی ولایت ملتا ہے۔

تیز فرمایا :- مقام النبوة فی مبرز رخ

فوق الرسول ودون الولی

"یعنی مرتبہ کا مقام بیچ میں ہے۔ رسول سے کچھ اوپر اور ولی سے نیچے۔"

بسطامی صاحب نے مقام مجذوب کی وضاحت کر دی مگر خود ان مقامات میں سے کسی پر نہ ٹھہرے بلکہ درمیانی گنڈ والی طور

اسلام کیا۔

"مَلِكِي اعْظَمُ مِنْ مَلِكِ اللّٰهِ" یعنی میری بادشاہی اللہ کی بادشاہی سے عظیم ہے۔

"سَبْحَانِي مَا اعْظَمَ شَأْنِي" میں پاک ذات ہوں میری بلندی شان کا کیا پوچھنا۔

"لَوْلَا اُرْفَعُ مِنْ لَوَاعِ مُحَمَّدٍ" میرا محمد احمد کے جھنڈے سے بڑا ہے۔

(تذکرہ مذکورہ باب معراج بابن زید مطبوعہ شیخ غلام علی، ناشران کتب کشمیری بازار لاہور۔) (ترجمہ مولوی عزیز الرحمن صاحب مدظلہ)

اسرارِ وحی کے متعلق الامام القسطنطینی عبد الوہاب شہرانی کا فیصلہ کن اعلان :-

” فان قلت قد ذكر الغزالي في بعض كتبه ان من الفرق بين تنزل الوحي على قلب الانبياء وقول على قلوب الاولياء نزول الملك فان الولي يلهم ولا ينزل عليه ملك قط والنبي لا يبدله في الوحي من نزول الملك به فهل ذلك صحيح فالجواب كما قاله الشيخ في الباب الرابع والستين والثلاث مائة ان ذلك غلط والحق ان الكلام في الفرق بينهما انما هو في كيفية ما ينزل به الملك لا في نزول الملك “ (البراهين والجواب جلد ۲ ص ۹۵)

” اگر تو کہے کہ امام غزالی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے قلوب پر نزولِ وحی میں فرشتے کے نازل ہونے کا فرق ہے۔ کیونکہ وحی کو الہام تو ہوتا ہے مگر اس پر کبھی فرشتہ نہیں اترتا۔ اور نبی کو وحی فرشتہ کے نزول کے ساتھ ہوتی ہے۔ کیا یہ فرق جو انہوں نے بتایا صحیح ہے ؟ سو اس کا جواب وہ ہے جو — فقہ الدین ابن عربی نے اپنی کتاب (فتوحات مکیہ) کے ۳۶۴ ویں باب میں دیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور سچ بات یہ ہے کہ فرق صرف دونوں وجود کی کیفیت میں ہے۔ نہ کہ نزولِ فرشتہ میں۔ “

میر انبیال ہے، امام العوفیہ کا یہ فیصلہ سن کر کسی کو اس امر میں تردد نہیں ہو گا کہ صوفیائے کرام کا نظریہ ”نبوت غیر شرعی اور اجرائے نبوتِ ودی“ مرزا غلام تھریانی سے نہ صرف لفظ بہ لفظ مطابقت رکھتا ہے، بلکہ زیادہ واضح اور روشن الفاظ میں ہے۔

عقائد و دعویٰ مرزا غلام احمد قادیانی

۱۔ ” وہ صاحبِ خاتم ہے، بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ فی الخلیفۃ الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہو گا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہو نا لازمی ہے “

” سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہذا قیامت تک یہ بات قائم رہے گی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا امتی ہو نا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے، ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل طہم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ مستقل نبوتِ آخریہ نہ ختم ہو گئی ہے مگر ”خلق نبوت“ جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی رہے گی۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ نمبر ۲۷، ۲۸)

۲۔ ” ہمارا ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے۔ اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی ہے۔ جو صاحبِ شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعتِ آخرت وحی پا سکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے۔ اور ساتھ ہی سے نعمتِ وحی ماضی کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہ ہوگی، مگر شریعت دلی یا نبوتِ مستقلہ منقطع ہو چکی ہے۔ “ ولا یبذل الیہا الخ ایوم القیامت “ ” روبرو مباحثہ ثلوی پیکر الوحی ص ۳ “

۳ - "ابہم محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور غیر شریعت نبی آسکتا ہے۔ وہی جو پہلے امتی ہو، پس اس بناء پر ہی امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔" (تجلیات الہیہ ص ۲۴)

۴ - "وَأَنَّ نَبِيَّاتَا خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي بَعْدَهُ إِلَّا الَّذِي يَنْتَوِرُ بِنُورِهِ وَيَكُونُ ظَهْرُهُ ظِلَّ ظَهْرِهِ" (اور ہمارے ہی خاتم انبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ سوائے اس شخص کے جو آپ ہی کے نور سے متور ہو اور آپ ہی کا ظہور و بروز ہو) "الاستقلا ص ۱۹۰ ص ۲۲"

فتاویٰ الرسول کے انعامات :-

۵ - "نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت مدنی کی کھلی ہے۔ یعنی فتاویٰ الرسول کی۔ پس ہر شخص اس کھڑکی کی روش سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظنی طور پر وہی نبوت کی چادر پھانی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے پیشتر سے لیتا ہے، اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جمل کے لئے۔ اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اس کے معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی اور وہی طور پر ہرگز کسی اور کو..... غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد جو سنے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور خاتم بحیثیت فتاویٰ الرسول مجھے طلب ہے لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ کیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ نمبر ۵)

۶ - "صورت اس نبوت کا دروازہ بند ہے، جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آقا سے الگ ہو کر دعویٰ کیا جائے۔" (صفحہ ۱۷۷ - ۱۷۸) ضمیر براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۱۷۸

۷ - "میں اس کے سوا پہلے دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور مانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں۔ اور اس کی شریعت خاتم الشریع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے پرانے میں سے خود ملتی ہے۔ وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے۔ یعنی اس کا ظہور ہے اور اس کے ذریعے سے ہے اور اسی کا ظہور ہے اور اسی سے فیضیاب ہے۔ (پیشرفت ص ۳۳۷)

۸ - عقیدہ کی رو سے جو خاتم ہے چاہتا ہے وہ یہ بھی ہے، کہ خدا ایک ہے محمد اس کا نبی ہے اور خاتم انبیاء اور سب سے بڑھ کر ہے، اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر محمدی طور پر محمدیت کی چادر پھانی گئی ہے۔

"کشتی نوح مطبوعہ ۱۹۰۲ ص ۱۵"

۹ - "مجھے بروز صودت نے نبی اور رسول بنایا ہے، اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے۔ مگر بروز صودت میں، میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی بلکہ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔"

"ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۴"

بروز کی حقیقت خواجہ غلام فرید آف چاچڑاں کی نظر میں :-

مزا مادیاتی نے اپنی اکثر عبارات میں اپنے دعویٰ نبوت کے اثبات میں لفظ "بروز" کو استعمال کیا ہے۔ شاید قارئین میں سے اکثر لوگ صوفیوں کی اس اصطلاح کا مفہوم نہ سمجھ سکیں، اس لئے ذیل میں صوفیوں کی اس اصطلاح کا انہی کے ایک "بزرگ" کی زبانی مفہوم تحریر کیا جا رہا ہے۔

فَرَسَاتِهِمْ "وَالْبَرْقُورُ أَنْ يَفِيضَ رُوحٌ مِنَ الرُّوحِ الْكَامِلِ عَلَى كَامِلٍ كَمَا يَفِيضُ

عَلَيْهِ السَّلَاطَاتُ وَهُوَ يَقْبَلُ مَظْهَرَهُ وَيَقُولُ أَنَا هُوَ (ارشادات فریدی حصہ دوم ص ۱۱)

ترجمہ : اور بروز یہ ہے کہ کائنات کی ارواح میں سے کوئی روح کمال انسان پر اضافہ کرے جیسا کہ اس پر تجلیات کا اضافہ ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میں وہی ہوں۔

پرو عبد القادر جیلانی کا فتاویٰ الرسول اور بروز ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زبانی یوں تحریر ہے۔ فرمایا
 ”هَذَا وَجُودُ حَدِيثِي مَا عَمِدَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَجُودَ عَبْدٍ الْقَلْبُ“
 یہ (میرا) وجود میرے دادا محمد کا وجود ہے عبد القادر کا وجود نہیں۔

فتاویٰ الشیخ، فتاویٰ الرسول اور فتاویٰ اللہ کا لبادہ :-

صوفیاء نے اپنے گمراہ کن عقائد کو جیساں بنانے کے لئے یہ تینوں اصطلاحیں گھڑیں۔ پھر کوئی فتاویٰ الشیخ کی منزل میں ہی گم ہو گیا۔ جو اس فن میں زیادہ جہالت رکھتے تھے وہ فتاویٰ الرسول کی منزل بھی طے کر گئے۔ اور بروز ہی رنگ میں اپنے رسول جہنہ کا دعویٰ کر دیا۔ مگر کچھ ”بلذخمت“ وہ بھی نکلے جنہوں نے فتاویٰ اللہ کی منزل طے کر کے ”انا الحق“ اور ”ہنّ خدام“ کا نعز بلند کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی فتاویٰ الرسول کی منزل طے کر کے نبی جہنہ کا دعویٰ کر دیا۔ ایسے صوفیاء سے مگر کچھ بھی نیچے ہی رہا کہ جنہوں نے ”مسبحانی ما اعظم شأنی“ اور ”ملکی اعظم حرم ملک اللہ“ کے دعوے کر کے اللہ کے وقار کو چیلنج کیا۔ اگرچہ مرزا قادیانی بقول خود اس کے ”انگریز کا خود کا شتر پوتا ہے“ لیکن مرزا قادیانی اور صوفیاء کی کتب کے قابل مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پر دوسے (شجر خبیثہ) کے لئے نرمی ہوا کہ نہ اور بیچ ہیا کرنے کا کام تو عمر سے صوفیاء انجام دے رہے تھے۔ اسی طرح صوفیاء اجرائے وحی کے قائل ہی نہیں دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور اپنے ”باقی نبی“ کے ساتھ ”مکالمات“ اور ”مخاطبات“ کو بڑے فخر سے انعام پیش کرتے ہیں۔

صوفیاء اور مرزا قادیانی کے عقائد و دعویٰ کے مندرجہ بالا اعتقالاتی تناظر میں آپ نے دیکھا کہ جرات مرزا قادیانی نے اس دور میں اپنے باطل دعوے کے حوالہ میں کبھی کسی بات کا اعلان نہیں کیا۔
 ۲۳۰ ”جو بانیہ بیطائی کی وفات کا دور ہے“ سے کہتے آ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک جو بعد میں آیا۔ اس عقیدے کی حمایت اور مزید وضاحت کرتا آیا۔ اور نبوت بابت بار بار یہ کہہ دے ہزار ہا برس کے مروجہ عقائد صاحب نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے ایک ہزار اور چند سال بعد ”حقیقت محمدی“ ”حقیقت احمدی“ میں تبدیل ہو جائے گی۔ یاد رہے کہ مجدد الف ثانی صاحب کا اپنا نام ”احمد“ تھا۔ دراصل مجدد صاحب نے یہ الہام (جو کہ بقول خود ان کے اللہ نے صرف انہی پر فرمایا تھا) اپنے لئے وضع کیا تھا۔ اور وہ خود ہی۔ ”حقیقت محمدی“ کو ”حقیقت احمدی“ میں تبدیل کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کا مقام حاصل کرنا چاہتے تھے کہ حالات نے ساتھ نہ دیا۔ اور بعض وجوہ کی بنا پر وہ اپنے اس غم ”الہامی عقیدہ“ میں ناکام رہے۔ اور پھر ایک ہزار اور چند سال کے بجائے ”ایک ہزار اور چند سو سال بعد“ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس الہام کو لپکا لیا۔ اور ”حقیقت محمدی“ کو ”حقیقت احمدی“ میں تبدیل کر دیا۔

کاش قرآن و حدیث نے ختم نبوت کے بارے میں جو وضاحت پیش کی تھی اسے تلاویں کا نشانہ نہ بنایا جاتا، اور اس طرح مرزا قادیانی اپنی فریخی نواز نبوت کے اثبات کے لئے وہی دلائل پیش نہ کر پاتا جو عمر و دراز سے صوفیاء نے فراہم کر رکھے تھے۔ بہر حال ان معروضات کے ساتھ ہم دعوت غور و فکر اور رجوع الی الحق پیش کرتے ہیں ان عقائد صوفیاء و انہماک اولیاء اور بزرگان دین کی خدمت میں جو ان کے خلاف لب کشائی کی حرارت تو دور کنار ان کے لئے اپنے دلوں میں ادنیٰ بدگمانی کو کبھی کبھی حد تک سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی کتب کو از سر نو قرآن و سنت کے معیار پر پرکھیں اور پھر ٹھنڈے دل سے سوچ کر فیصلہ کریں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا کیا تقاضا ہے۔ مالک ہم سب کو توفیق دے آمین

بقیہ دین در آئینہ برونخ

يَوْمَ يُنْفَخُ بِنِ السُّورِ نَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا

جس دن صور میں پھونکا جائے گا تو تم گروہ در گروہ اللہ کے سامنے پیش ہو گے۔ (النبا: ۱۸)

(اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس دن کی ہونا کیوں سے بچائے اور اپنے ساتھ مافیت میں جگہ دے آمین)

بعد اس کی روح عالم برونخ میں ثواب یا عذاب کے دور میں رہتی ہے۔ بدن یہاں مٹی میں آہستہ آہستہ گلتا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا طرے اس کو ساز کر کے اس کی روح اس میں ڈالے گا اور قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق

وَمَنْ أَدْرَأَهُمْ بِرِزْخِ

تحریر: ہادی ابن محمد داؤد، توذیرہ (سرحد)

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ
قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ
فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَ
الشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

ترجمہ: کہہ دیجئے اے نبی تمہیں وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو تو وہ یقیناً تم سے مل کر رہے گی۔ پھر تم پر مشیدہ اور حاضر کے جاننے والے کی طرف لوٹنے جاؤ گے تو ہمیں تمہارے کئے سے خبردار کرے گا (سورہ مجیدہ ۸)
اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں یہ آیت اور اس جیسی بیشمار آیات اتاری ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ تم جس موت سے ڈرتے اور بھاگتے ہو وہ ایک نہ ایک دن ضرور تم کو اپنا مزا چکھائے گی اور تم ضرور اس ذات پاک کے حضور پیش ہو گے جو چھپے اور کھلے تمام امور سے باخبر ہے اور تمہارے سارے کام اچھے یا برے سرعام تم کو دکھائے جائیں گے۔

موت کا مطلب ہے بدن سے روح کا جدا ہو جانا۔ جب کسی کو موت آتی ہے تو اس کی روح اس کے اس خاکي بدن سے جدا ہو جاتی ہے اور جب روح بدن سے جدا ہو گئی تو پھر قیامت تک اس بدن خاکي میں آنے کی نہیں جس طرح مندرجہ ذیل آیات پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ان جہول میں ارواح دوبارہ قیامت کے دن داخل کی جائیں گی اور تم سب دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔

۱- كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ أََمْوًا تُنَافِقُوكُمْ
ثُمَّ يُعْيِيكُمْ ثُمَّ يُغْنِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ
(البقرہ ۲۵)

ترجمہ: جھلکے کہو کہ تم کس طرح اللہ کے ساتھ حالانکہ تم مردہ (محض بے جان) تھے تو اس نے تم کو زندگی بخشی۔ پھر وہی تم کو موت دے گا۔ پھر زندہ کرے گا (یعنی قیامت کے دن) پھر تم اسی کے پاس لوٹے جاؤ گے۔

۲- إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يُسْمِعُونَ ۖ وَالْمَوْتِ
يُبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ (الانعام ۳۶)
ترجمہ: وہی لوگ (جن کو قبول کرتے ہیں ہنستے ہیں اور مردوں کو تو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اٹھائیں گے۔ پھر وہ سب اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

۳- وَكُنَّا نُرَآكَ الْيَوْمَ الْمُنْكَرَ وَكَمْ هُمْ الْعَمَقِي
وَكَمْ هُمْ الْعَمَلِيهِمْ كُلِّ شَيْءٍ قَبْلًا مَا كَانُوا يَلْمِزُونَ ۝
أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ ۖ وَلَٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ فَجَاحُونَ ۝ (الانعام ۱۱۳)
ترجمہ: اور اگر ہم ان کے پاس فرشتوں کو اتار دیتے اور ان سے بڑے باتیں کرنے لگتے اور ہم تمام موجودات کو ان کے دوبرہ لا کر جمع کر دیتے۔ تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ ہاں اگر اللہ ہی چاہے تو اور بات ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر لوگ جہالت کی باتیں کرتے ہیں۔

۴- وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ
يُخْلَقُونَ ۖ لَٰكِنَّمَا أَفْعَالُ خَيْرٍ أَمْ يَشْعُرُونَ ۚ أَيَّانَ يَبْعَثُونَ
(الحج ۲۱)

ترجمہ: اور جن لوگوں کو یہ اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں اور ان کو یہ بھی شعور نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

۵- ثُمَّ إِلَيْكُمْ رُجْعٌ ۚ أَلَمْ تَكُونُوا شَرًّا لِّكُلِّ قَوْمٍ
يَبْعَثُونَ ۝ (الزمر ۲۸)

ترجمہ: پھر تم یہ اس (زندگی) کے ضرور ہی مرنے والے ہو۔ پھر تم قیامت کے روز (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے۔

۶- حَتَّىٰ إِذَا نَفَخَ فِيهِمُ الْمَوْتَ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِي
لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ
قَائِلُهَا وَمِنْ دَرَأْسِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝ (الزمر ۱۰۹)

۱۱۔ كَذٰلِكَ تُفْتَوٰى رُوِّجَتْ هَا (التکویر ۷)

ترجمہ: اور جب مدعیین (بدنوں سے) ملا دی جائیں گی

مذہب بلا قرآنی آیات نے ثابت کر دیا کہ ابدان اور ارواح کا جو قیامت کے دن ہوگا۔ اب قرآن ہمیں بتلائے گا کہ ان کی ارواح کہاں ہیں اور اجساد کہاں تو پہلے آئے ارواح کی طرف۔ جس وقت غزوہ بدر اور احد میں صحابہ کرام شہید ہو گئے تو اللہ پاک نے ایمان والوں کی تسلی اور انہیں خوشخبری دینے کے لئے تاکہ ان کا جذبہ اور شوق جہاد مزید بڑھے دو آیتیں بالترتیب نازل فرمائیں۔

وَلَا تَقْوٰی لَیْلَیْنِ یَقْتُلُ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَالتَ طَابَتْ اَحْیَآءُ وَاَمَّا لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ ۱۵۴

ترجمہ ۱۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں۔ ان کی نسبت مت کہو کہ وہ (معمولی مردوں کی طرح) مردہ ہیں بلکہ وہ تو (ایک ممتاز حیات کے ساتھ) زندہ ہیں۔ لیکن تم ان کو اس سے اس حیات کا ادراک نہیں کر سکتے (البقرہ: ۱۵۴)

۲۔ وَلَا تَحْصِبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا طَابَتْ اَحْیَآءُ وَجَنَدٌ کُتِبَ لَهُمْ سَرَزَفُوْنَ ۝ ۱۶۹

ترجمہ ۲۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ تو زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے نزدیک۔ ان کو رزق بھی ملتا ہے۔ (آل عمران ۱۶۹)

ان آیات کے بارے میں مسروق کہتے ہیں کہ ہم نے عبد اللہ ابن مسعود سے پوچھا۔ عبد اللہ ابن مسعود نے فرمایا: ”ہم نے اس کے تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ نے فرمایا: ”شہداء کو ارواح سبز پرندوں کے قالبوں میں ہیں اور ان کے لئے قندیلیں عرش الہی کے ساتھ لگی ہوئی ہیں۔ وہ جہاں چاہیں جنت کی سیر کرتے ہیں پھر ان قندیلوں میں آکر سیر کرتی ہیں۔ ان کی طرف ان کے رب نے التفات کی اور ارشاد فرمایا: ”انہیں کسی اور چیز کی خواہش ہے، شہداء نے جواب دیا اب ہم کس چیز کی خواہش کریں؟ ہم تو جنت میں جیسے چاہیں سیر کرتے ہیں۔ اسی طرح تین بار اللہ تعالیٰ نے ان سے یہی دریافت کیا۔ جب شہداء نے دیکھا کہ جب تک ہم جواب نہ دیں گے۔ ہمیں نہیں چھوڑا جائے گا تو عرض کیا: ”اے ہمارے رب ہماری تنہا ہے کہ تو ہماری روحوں کو پھر سے ہمارے جسموں میں لوٹائے تاکہ ہم پھر تیری راہ میں شہید کئے جائیں۔ اب جب کہ اللہ نے دیکھ لیا کہ انہیں کسی اور چیز کی

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آجاتی ہے تو اس وقت کتاب ہے کہ اے میرے رب مجھ کو (دنیا میں) پھر واپس بھیج دیجئے تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں پھر جا کر نیک کام کر دوں۔ برگز (ایسا) نہیں (ہوگا)۔ (اس کی) ایک بات، یہی بات ہے جس کو یہ کہے جا رہا ہے۔ اور ان لوگوں (مرنے والوں) کے پیچھے ایک بزرخ (۱۶۸) ہے۔ قیامت کے دن تک۔

۷۔ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ کَرَّمَكُمْ ثُمَّ یُعِیْذُکُمْ ثُمَّ یُخِیْطُکُمْ ۚ هَلْ مِنْ شُرَکَآءٍ لَّکُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِکُمْ مِنْ شَیْءٍ ط سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرَکُوْنَ ۝ (الزمر ۴۰)

ترجمہ: اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا۔ پھر تم کو وہ موت دیتا ہے۔ پھر تم کو زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے انبائے ہوئے

شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے۔ وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

۸۔ اَللّٰهُ یَتَوَفّٰی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِہَا وَالَّذِیْ لَمْ یَمُتْ فِی سَنَآئِمَہَا فِیْمَسْکُ الْوَحْیِ فَعِیْہَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاَخْرَآءَ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَآٰیٰتٍ لِّیَعْقِلُوْا ۝

ترجمہ: اللہ ہی قبض (یعنی مطلق) کرتا ہے۔ (ان) جانوں کو ان کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جن کی موت نہیں آئی ان کے مرنے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرمایا چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک عباد میں تک کے لئے رہا کر دیتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے جو کہ سمجھنے کے مادی ہیں۔ (الزمر ۴۲)

۹۔ قَالُوْا اَرَبْنَا اَمْثَلْنَا اَمْ نَسْتَلِیْنِ وَاَحْیٰیْنَا اَمْ نَسْتَمِیْنُ فَاَمْتَرْنَا بِیْذٰلِکَ وَاَنْتَ اَفْہَلُ اِلٰی خُرُوجٍ مِّنْ سَبِیْلِ ۝ (المومن ۱۸)

ترجمہ: وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو دوبارہ مردہ رکھا اور دوبارہ زندگی دی۔ سو ہم اپنی خطاؤں کا قرار کرتے ہیں تو کیا (رسال سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے۔

فَلَمَّا نَسُواْ اَیَّامَہُمْ اَلَمْ یَجْعَلْہُمْ اِلٰی یَوْمٍ اٰیٰتٍ لِّیَعْلَمُوْا ۝ (الباقیہ ۳۶)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو زندہ رکھتا ہے پھر جب چاہے گا تم کو موت دے گا پھر قیامت کے دن جس (کے وقوع) میں ذرا تک نہیں تم کو جمع کرے گا۔ لیکن ان لوگ نہیں جانتے (الباقیہ ۳۶)

خواب میں نہیں ہے تو پھر ان سے پوچھنا پھوڑ دیا (ترجمہ عبادت مسلم جلد ۲ مطبوعہ دہلی ص ۱۳۵ - ۱۳۶)

قرآن پاک کی درج بالا دو آیات کی جو تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کی روح بدن سے جدا ہوتے ہی برزخی جسم میں داخل ہوتی ہے اور اس میں تاقیامت رہتی ہے۔ تصدیق کے لئے دیکھیں درج ذیل قرآنی آیات و حدیث۔

۱- الَّذِينَ تَتَوَفَّوهُمْ اللَّيْلَةَ طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَذْخَلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (الحج ۵۱)
ترجمہ: فرشتے جب ان کی روح (کافر و شرک کی نجاست سے پاک) تفتیش کرتے ہیں تو ان کو کہتے ہیں۔ سلامتی ہو تم پر اپنے (نیک) اعمال کی بدولت جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۲- قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ... (جب ایک مرد مومن کو اپنی قوم شہید کرتی ہے اس وقت اس کو کہا جاتا ہے۔ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (البقرہ ۲۶۱))

۳- سورہ واقعہ میں یوں اظہار ہوتا ہے قَاتِلَانِ إِنْ كَانَتْ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ هُوَ فَرُوحٌ ذَرِيْعَانِ وَجَنَّتْ لِعِيْمِهِمْ ... پس اگر وہ (مرنے والا) مقرب بندوں میں سے ہے تو (اس کے لئے) آرام اور خوشوار بھول اور نعمت بھرا باغ ہے۔

اب ذرا کفار و کفار کی ارواح کو دیکھیں۔

۴- وَكَوْثَرَىٰ إِذَا انْفَلَمُوا فِي عَمَرَاتِ النَّمُوتِ وَ الْمَلَكُ الْكَفَّةَ بِأَسْطُوَا أَيْدِيهِمْ أَنْخِرُ جُؤَا أَنْفُسَكُمْ هَ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ النَّمُوتِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ (الأنعام ۹۳)
اور اگر تو دیکھے جب گنہگار موت کی سختیوں میں ہوں اور فرشتے ہاتھ کھولے ہوں کہ نکالو اپنی روحوں کو آج تم کو ذلت کا عذاب ملے گا کہ تم اللہ کی شان میں جھوٹ باتیں کہتے تھے اور تم اللہ کی آیتوں سے منہ موڑتے تھے (مکرمی کرتے تھے) اس آیت نے بتایا کہ روح نکلتے ہی عذاب شروع ہو گیا۔

۵- بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَارُ الْفَلَاحِ الْفَلَاحُ هُوَ الْفَتْحُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارَاهُ (زمرہ ۲۵)
(آخر وہ اپنے گنہگاروں کی پاداش میں عذاب کر دیئے گئے۔ پس جلد ہی آگ میں داخل کر دیئے گئے۔ جہنم اللہ کو گناہگار نہ دگا رہا یا۔ اس آیت

نے صریح اعلان کر دیا کہ قوم نوح غرقاب ہوتے ہی آگ میں جھونک دی گئی۔

۶- وَحَقَّ يَالِ يٰزَعُونَ شَوْءُ الْعَذَابِ ۝ أَلَمْ تَأْتُوا يٰزَعُونَ عَلَىٰ كُنْهَاتِ ۝ أَلَمْ تَأْتُوا يٰزَعُونَ عَلَىٰ كُنْهَاتِ ۝ أَلَمْ تَأْتُوا يٰزَعُونَ عَلَىٰ كُنْهَاتِ ۝ (المومن ۴۵-۴۶)

ترجمہ: ”اور زعون والوں کو بڑے عذاب سے آگھیرا۔ وہ صبح اور شام آگ پر پیش کئے جلتے ہیں جس دن قیامت قائم ہوگی (تو حکم ہوگا کہ) (فرعون والوں کو سخت عذاب میں پھینکو۔“ نوح اور لوط کی بیویوں کو کہا گیا۔

قِيلَ ادْخُلِ النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ (التحریم ۱۰)

آگ میں داخل ہو، نوح والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔

یہی ہے اصل میں عذاب قبر جو عالم برزخ میں دیا جاتا ہے مندرجہ

بالا آیات نے ثابت کر دیا کہ روح چاہے مومن کی ہو چاہے کافر کی بدن سے

جدا ہوتے ہی ثواب یا عذاب سے دوچار ہو جاتی ہے۔ کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ یہ ہے قرآن و حدیث کا عقیدہ۔ مسلم کی ایک حدیث ہے۔

ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کی روح جب نکلتی ہے تو فرشتے اسے اوپر لے جاتے ہیں۔ آسمان والے اس کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اس سے خوشبوئیں آتی ہیں پھر اللہ پاک کے سامنے پیش ہوتی ہے تو اللہ فرماتا ہے۔ اس کو لے جاؤ قیامت تک کے لئے اسے اپنے مقام (عالم برزخ) میں رکھو۔ اور اسی طرح بدکار کافر کی

روح سے بدبو آتی ہے۔ فرشتے اس کی ناپاک روح پر لعنت بھیجتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لے جاؤ اس کو قیامت تک کے لئے آگ (عالم برزخ) میں رکھو۔ (مسلم جلد ثانی ص ۳۸۶) قرآن و حدیث اعلان کرتے ہیں

کہ روح بدن سے جدا ہوتے ہی ثواب و عذاب کے دور میں ہوتی ہے اور قیامت کے دن یہ اپنے بدنوں میں لوٹائی جائے گی۔ اب آئیے دیکھیں کہ ان مرے ہوئے اہل ان کے متعلق قرآن و حدیث کیا کہتے ہیں۔ لیکن اس بیان سے پہلے ذرا یہ بھی سنتے جائیے۔ سورہ مریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے۔

وَسَلَامٌ عَلَيْنَا يَوْمَ وُلِدْ وَيَوْمَ نَمُوتُ وَيَوْمَ نُبْعَثُ حَيًّا ۝

”سلامتی ہو اس پر جس دن پیدا ہوا جس دن مرے گا اور جس دن زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔“ (مریم ۱۵)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ

سلامتی ہو فحرج جس دن میں پیدا ہوا، جس دن مردوں کا اور جس دن زندہ کرنا اٹھایا جائے گا۔

ان آیات نے ثابت کر دیا کہ انبیاء علیہم السلام بھی مرنے کے بعد قیامت کے دن اٹھ کھڑے ہوں گے اور مرنے کے بعد سے لے کر قیامت میں دوبارہ زندہ ہونے تک ان کی زندگی بھی برزخی ہے۔ جیسا کہ معراج کی احادیث سے ظاہر ہے۔ اسی طرح سوائے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنت کے اعلیٰ مقام میں برزخی حیات کے ساتھ زندہ ہیں نہ کہ مدینہ والی قبر میں۔ تو یہ قبر کے بجائے اللہ پاک کی کون کونسی آیت کو بھٹائی گئی۔ اب آئیں مرے ہوئے بدن کو جس کے بارے میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ

ترجمہ: تم ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں ستانے والے نہیں (ناظر ۲۲) یعنی تم قبر والوں (مردوں) کو نہیں سن سکتے۔

۱۔ وَقَالُوا أَإِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاقًا إِنَّا لَمُبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۚ قُلْ كُونُوا حِجَارًا أَوْ حَدِيدًا أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْفُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا ط قُلِ الَّذِي زُطِرْ لَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ (بنی اسرائیل ۴۹-۵۱) (یہ مکینین بولتے ہیں کیا جب ہم مر کر ہڈیاں اور چرچرا چرچرا ہو جائیں گے تو کیا پھر نئے بن کر اٹھیں گے۔ کہہ دیجئے! تم پتھر یا لوہا ہو جاؤ یا اپنے دل میں کوئی خلقت جس کو شکل سمجھو، پھر اب کہیں گے کون لوٹا کر لائے گا ہم کو۔ کہہ دیجئے جس نے پیدا کیا تم کو پہلی بار۔

۲۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَحْنُ لَكُمْ عَلَىٰ أَجَلٍ مُّبِينٍ ۖ قُلْ أَفَمَنْ يَمُنُّ بِمَا عَرَضَ عَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ يَفْعَلُ الْكَاذِبُونَ ۚ قُلْ أَفَمَنْ يَمُنُّ بِمَا عَرَضَ عَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ يَفْعَلُ الْكَاذِبُونَ ۚ قُلْ أَفَمَنْ يَمُنُّ بِمَا عَرَضَ عَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ يَفْعَلُ الْكَاذِبُونَ ۚ (اسماء) اور کہنے لگے منکر (قیامت) کہ بھلا ہم بتلائیں تم کو ایک ایسا آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو تم کو خبر دیتا ہے کہ جب تم امر کرے گھر سے نکلے ہو جاؤ گے تو تم پھر نئے سرے سے پیدا ہو گے۔

۳۔ وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي الْأَرْضِ عَرِيسًا لِّفِتْنَةٍ يَبْدُؤُا بِنُحْمٍ يُبْدِئُهَا رَبُّهُمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ۚ (السموہ) اور کہنے لگے کہ جب ہم زمین میں مل جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کی ملاقات کے شکر ہیں۔

قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ۚ قُلْ يُحْيِيهَا

الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ۚ (شعرا) کیا کون زندہ کرے گا ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو گئیں۔ کہہ دیجئے ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے بنایا تھا۔ ان کو پہلی بار اور وہ سب طرح بنانا جانتا ہے۔

عَمَّا إِذْ يَتَنَفَّسُ أَنتَ نَفَاسًا وَإِنَّا لَمُبْعُوثُونَ ۚ قُلْ أَفَمَنْ يَمُنُّ بِمَا عَرَضَ عَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ يَفْعَلُ الْكَاذِبُونَ ۚ (الصافات ۱۶-۱۸)

کیا جب ہم مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ کہہ دیجئے ہاں اور تم ذیل ہو گے۔

عَمَّا إِذْ يَتَنَفَّسُ أَنتَ نَفَاسًا وَإِنَّا لَمُبْعُوثُونَ ۚ قُلْ أَفَمَنْ يَمُنُّ بِمَا عَرَضَ عَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ يَفْعَلُ الْكَاذِبُونَ ۚ (ق ۳-۴)

کیا جب ہم مر چکے اور ہو گئے مٹی (تو کیا پھر زندہ ہو گئے) (یعنی زندہ ہونا عقل سے) بہت دور ہے۔ ہم کو معلوم ہے جتنا گھٹا ہے زمین ان میں سے اور ہمارے پاس کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ لَّنْ يَجْعَلَ عِظَامَهُ ۚ قُلْ أَفَمَنْ يَمُنُّ بِمَا عَرَضَ عَلَيْهِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ يَفْعَلُ الْكَاذِبُونَ ۚ (القصص ۳-۴)

کیا خیال رکھتا ہے انسان کہ ہم جمع نہ کریں گے اس کی ہڈیاں نہیں نہیں ہم اس کی پور پور ٹھیک کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات نے سورج کی روشنی کی طرح واضح طور پر بیان کر دیا کہ مرنے کے بعد انسان مٹی ہو جاتا ہے۔ چور چور ہو جاتا ہے۔ پھٹ جاتا ہے۔ بوسیدہ ہو جاتا ہے جسے اللہ کی طاقت وسیع ہے۔ وہ ہمیں دوبارہ اٹھائے پر قادر ہے تمہیں ضرور اٹھانے کا

اس معنون پر بے شمار احادیث مروی ہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے۔ ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انسان کے جسم میں ایک ہڈی کے سوا کوئی چیز نہیں رہتی اور وہ ہے عجب الذنب (یعنی ایک ہڈی) اور قیامت کے دن اسی ہڈی سے آدمی کے بدن کی ترکیب ہوگی (یعنی بدن ساز ہوگا)۔ مسلم کی حدیث میں کچھ اضافہ ہے:

قَالَ لَوْ أَنَّ آدَمَ يَأْكُلُ التُّرَابَ إِلَّا عَجَبَ الَّذِي مَسَّهُ خَلْقٌ وَرَبُّهُ يَرْكُبُ (صحیح مسلم ص ۳۵۵)

کہ انسان کو مرنے کے بعد مٹی کھاتی ہے سوائے اس خاص ہڈی کے۔ اسی سے (ماں کے پیٹ میں) درست کیا گیا ہے اور قیامت میں بھی بدن کو اسی سے ترکیب ملے گی۔

قرآن وحدیث نے بتلایا کہ مرے ہوئے انسان کا بدن ختم ہو جاتا ہے ان قبروں میں ان کی بوسیدہ اور خاک شدہ ہڈیاں ہیں۔ امام بخاریؒ نے ابو بکرؓ کا قول پیش کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا مجھے نیا کفن نہ دینا پرانے کپڑوں میں دفن کر دینا کیونکہ نیا کپڑا تو زندوں کو زیب دیتا ہے۔ مرے ہوئے انسان کا بدن خون و پیپ بن کر مٹ جاتا ہے (بخاری)۔ قرآن پاک نے یہ مسئلہ بھی واضح کیا ہے کہ جو ان مرے ہوؤں کی لاشیں زندہ سمجھ کر ان کو حاجت بڑی کے لئے پکالتے ہیں۔ ان سے بڑا گمراہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا:-

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَنْتَجِبُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۝ وَإِذَا حُيِّرُوا بَيْنَ كَلِمَاتٍ أَصْحَابُ الْأَعْيُنِ يَنْظُرُونَ ۝

اور اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے علاوہ ایسوں کو پکالتے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکیں۔ اور وہ ان کی پکاروں سے غافل بیٹھے ہوئے ہیں اور جب قیامت کے روز لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو وہ ان (پکالنے والوں) کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی (پکاروں کی) عبادت کا انکار کر دیں گے۔ (الاحقاف: ۲۵)

اور کہیں فرمایا:-
أَمْوَآتُ غَيْرُ أَخْيَارٍ ۖ وَكَلَّ الشَّعْرُ ۚ إِنَّا نَنظُرُ ۝ (النمل: ۲۱)

مرے ہیں۔ ان میں جان کی حق نہیں۔ ان کو مرنے کے بعد اپنے اٹھانے جانے کا شور بھی نہیں۔ کہیں آتا ہے۔

لَا يَسْمَعُونَ دُعَاءَكُمْ ۖ وَكُلُّكُمْ لَنَا أَسْجَادٌ ۚ نَّكْفُرُ ۖ وَكُلُّكُمْ لَنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ ۖ بَشِيرٌ جَلِيدٌ

تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری پکار جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کے منکر ہوں گے اور صاف اعلان کریں گے کہ:-

كَلَّمْنِي يَا إِلَهُ شَمِيمٍ ۖ ابْتَلَيْنَاكَ وَبَيَّنَّاكَ ۖ إِنَّ تَنَاسُتَ بَعَادًا ۖ يَكْفُرُ الْغَافِلِينَ ۝ (یونس: ۲۶)

سو اللہ کافی ہے گواہ بنائے اور تمہارے درمیان۔ ہم کو تمہاری بندگی (پکار، مانگنے) کی یا سبک خیر یہ تھی۔ ان کو خبر نہ ہو کہ ہم ان کی ارواح کو عالم برزخ میں ہیں۔

وَمِنْ دُونِ شَعْمٍ يُبْزَخُ إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۝ (الزمر: ۲۱)
اور بدن بغیر بوج کے ہیں اس لئے تو قرآن پاک نے یہ بات بتلائی کہ:-
وَمَا يَسْتَوِي الْأَخْيَارُ وَلَا الْأَشْقَاتُ ۖ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ مَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۝ (فاطر: ۲۲)

”زندہ اور مردہ برابر نہیں۔ اللہ سنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تم ان کو جو قبروں میں (مدفون) ہیں نہیں سنا سکتے۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے سنانا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بات قلیب بدر میں پڑے ہوئے مردہ کفار کو۔ فتادہ فرماتے ہیں یہ آپؐ کا معجزہ ہے۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی یہی بات کہیں کہ انہوں نے سن لی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ کئی نہیں بلکہ وہ جان گئے۔ یہ وہ بات ہے جس میں دونوں کا اختلاف تھا۔ اور دونوں کی بات اپنی اپنی جگہ درست ہے (بخاری) عقیدہ دونوں کا یہی ہے کہ مردے نہیں سنتے کیونکہ معجزہ عام قانون نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ اختلاف عقیدے کا اختلاف نہیں ہے۔ اب اسی بات کو اس واقعہ سے پھر ”مقام“ بنانا قرآن وحدیث اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین ہے۔ قرآن وحدیث کا عقیدہ کہ پس پشت ڈالنا ہے۔ شرک کا دروازہ کھولنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھکانا ہے۔ اللہ کا غضب اس حالت میں اس آیت مسلمہ پر برس رہا ہے کہ ان پر کفار کو مسلط کر دیا گیا ہے۔ آج یہ امت اپنے احیاء و رہبان (مولوی اور پیر) کے اشاروں پر بنا چ رہی ہے۔ جنہوں نے تاویل کر کے قرآن وحدیث کی ہر بات کو بدل دیا ہے۔ اگر اب بھی یہ باز نہ آئے تو اور عقائد و اعمال کو قرآن وسنت کے پیمانہ پر درست نہ کیا تو کل مرنے کے بعد وزخ کی آگ سے سابقہ پیش آئے گا۔ قرآن پاک نے واضح الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ:-

يَتَّبِعُوا أَمْرًا نُّزِّلَ إِلَيْكُمْ مِنْ شَرْبِكُمْ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْيَاءَكُمْ ۝ (الاعراف: ۳)

اپنے رب کی طرف سے نازل شدہ احکام کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور دوستوں اور مردہ گاروں کی پیروی نہ کرو۔

قرآن وحدیث مزید حوالہ بیان سے واضح ہوا کہ انسان کے مرنے کے بعد بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر

تبلیغ دین کی اہمیت

محکمہ رمضان: شیخوپورہ

ذکرِ کبریا جو کرے گا سو بھرے گا۔ تجھے پرائی کیا بڑی اپنی نبیؐ تو۔ اگر کوئی
گناہ کرتا ہے تو خود ہی اس کا تیاژہ بھگے گا۔ تجھ پر اس کے گناہ کا کوئی وبال نہیں
گو یا وہ انسان کو تبلیغ سے منع کرتا ہے اور ایسی ہی باتیں انسان کے دل پر القا
کرتا ہے کہ انسان تبلیغ کے اس اہم فریضہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ اسی
بات کو مالک فتنہ قرار دیتا ہے۔ ارشاد ہے۔ **وَاتَّقُوا فِتْنَةً...**
مَشِيدًا الْعِقَابِ (انفال ۲۵) اور تم ایسے فتنہ سے بچو کہ وبالِ عین
خاص اپنی لوگوں پر واقع نہ ہو گا جو تم میں سے گنہگاروں کے مرتکب ہوتے ہیں
اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ یعنی ایک معاشرے
میں اگر کچھ لوگ کسی برائی کے مرتکب ہوتے ہیں اور کوئی انہیں منع نہیں کرتا تو
یہ نہیں ہو گا کہ عذاب صرف گنہگار لوگوں پر ہی آئے بلکہ سب گنہگاروں کے لئے
اور گنہگاروں کو ہوتے ہوئے خاموشی سے دیکھنے والے اس عذاب میں دھڑلے
جائیں گے۔ گنہگاروں کو گناہوں کی پاداش میں اور دیکھنے والوں کو منع نہ کرنے
کی پاداش میں۔ اسی بات کو اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں اصحابِ بیت کے اقوال
سے واضح کرتا ہے۔ ترجمہ: ذرا ان سے اس بستی کا حال بھی پوچھو
جو سمنہ کے کٹائے واقع تھی۔ انہیں یاد دلاؤ وہ واقعہ کہ وہاں کے لوگ سبت
(ہفتہ) کے دن احکامِ الہی کی خلاف ورزی کرتے تھے اور یہ کہ ٹھیکیاں سبت
اس کے دن ابھرا بھر کر سطح پر ان کے سامنے آتی تھیں اور سبت کے سوا باقی
دنوں میں نہیں آتی تھیں۔ یہ اس لئے ہوتا تھا کہ ہم ان کی نافرمانیوں کی وجہ
سے ان کو آزمائش میں ڈال رہے تھے۔ اور انہیں یہ بھی یاد دلاؤ کہ جب ان میں
سے ایک گروہ دوسرے گروہ سے کستا تھا کہ تم ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے جہاں
اللہ ہلاک کرنے والا ہے یا سخت سزا دینے والا ہے تو انہوں نے جواب دیا
تھا کہ ہم یہ سب کچھ تمہارے بے حضور اپنی موزرت پیش کرنے کے لئے
کرتے ہیں اور اس امید پر کرتے ہیں کہ شاید یہ لوگ اس کی نافرمانی سے
پرہیز کریں۔ آخر کار جب وہ ان ہدایت کو بالکل ہی فراموش کر گئے جو

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **وَالْعَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ... وَتَوَصَّلُوا بِالصَّبْرِ** (العصر ۳)
ترجمہ: زمانے کی قسم انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے سوائے
ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق
کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ کسی انسان پر جب شیطان حمل کرتا
ہے تو مسکے پہلے وہ اسے کھلے کفر کی دعوت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود دوسرے
سے ہے ہی نہیں۔ اگر انسان اس کی بات قبول نہیں کرتا اور اللہ کے ہونے کا منکر
نہیں ہوتا تو پھر اسے کہتا ہے کہ اللہ ہے ضرور مگر وہ اکیلا نہیں ہے بلکہ اس کے
کارخانہ قدرت کو چلانے میں اور بھی اس کے شریک اور ساتھی ہیں گو یا وہ اسے
شرک کی دعوت دیتا ہے۔ اگر انسان اس کی یہ بات بھی قبول نہیں کرتا اور
اللہ کو وحدہ لا شریک ماننے پر بضد ہوتا ہے تو پھر انسان پر اگلا وار کرتا ہے کہ
بالکل اللہ وحدہ لا شریک ہے مگر اس کے دین میں جو اس کے رسولؐ لے کر آئے
ہیں فلاں فلاں مقام پر بھی رہ گئی ہے چنانچہ تو اس کی کو پورا کر اور اس کام کو
کر کے اللہ سے ثواب حاصل کر۔ گو یا وہ اسے بدعت کے لئے آمادہ کرتا ہے
اگر انسان بدعت بھی اختیار نہیں کرتا اور کتاب ہے کہ جو دین اللہ کا رسولؐ ہمیں
دے گیا ہے وہ مکمل ہے۔ اب اس میں کسی بیشی کی گنجائش نہیں ہے تو پھر شیطان
اس پر اگلا وار کرتا ہے کہ بڑے بڑے گناہ ہی کر لے کیونکہ اللہ غفور الرحیم ہے
وہ تیرے گناہوں کو بخش دے گا۔ پھر اگر انسان اب بھی اس کے دامِ فریب سے
نک جاتا ہے اور بڑے گناہ پر آمادہ نہیں ہوتا تو پھر شیطان اسے کستا ہے کہ چل
یہ معمولی چھوٹے چھوٹے گناہ ہی کر لے کیونکہ تیرے اعمال صالحہ کے آگے ان کی
کچھ حیثیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کبیر و گنہگاروں تک کو بخش دے گا ان کی کیا
حقیقت ہے۔ اب اگر انسان ان چھوٹے چھوٹے گناہوں کو بھی کرنے پر آمادہ
نہیں ہوتا تو پھر شیطان انسان پر آخری وار کرتا ہے کہ ٹھیک ہے تو بڑا نیک
ہے مگر تو اس نیکی کو اپنے تنگ محدود رکھ۔ خود صالح کام کرتا رہ دو سروں کی بڑا

انہیں یاد کرائی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بچالیا جو برائی سے روکتے تھے
 باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑا پھر
 جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کام کئے چلے گئے جس سے انہیں روکا گیا تھا۔
 تو ہم نے کہا ہو جاؤ بندہ ذلیل اور خوار (اعراف ۱۶۳ - ۱۶۴) اس
 واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی گنہگار سستی کا کوئی باعث نہ تھیں اس بناء
 پر مواخذہ سے بری نہیں ہو سکتا کہ اس نے خود گناہ نہیں کیا ہے بلکہ اسے اللہ
 کے سامنے اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے ثبوت فراہم کرنا ہو گا کہ اس نے
 اپنی حد استطاعت تک اصلاح کی کوشش کی ہے۔ کسی گنہگار معاشرے میں
 خاموشی سے زندگی بسر کرنے کی سنگینی کو ایک مثال کے ذریعہ نبیؐ نے واضح کیا ہے
 نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 اللہ کی حدود میں سستی کرنے والوں اور ان میں گر پڑنے والوں کی مثال اس قوم
 کی مانند ہے جو کشتی میں بیٹھے اور قریب ڈالہ۔ بعض کشتی کے چلنے حصے میں چلے گئے اور
 کچھ اس کے اوپر والے حصے میں چلے گئے۔ نیچے ہونے والے پانی نے کران لوگوں کے
 پاس سے گزرتے ہیں جو اوپر والے حصے میں رہتے تھے۔ ان کو ان کے گزرنے سے تکلیف
 ہوتی ہے۔ نیچے والے نے کہا ہاں ایسا اور کشتی کو نیچے سے توڑنا شروع کیا۔ اوپر والے
 اس کے پاس گئے اور کہا کچھ کیا ہوا۔ اس نے کہا میرے اوپر آنے کی وجہ سے
 تم نے تکلیف محسوس کی اور مجھے پانی کی ضرورت ہے۔ اب اگر وہ اس کا
 ہاتھ پکڑ لیں گے تو اس کو ڈوبنے سے بچائیں گے۔ اور خود بھی نجات پائیں گے۔ اگر
 اس کو چھوڑ دیں گے۔ (منع نہ کریں گے) تو اس کو ہلاک کریں گے۔ اور اپنی
 جانوں کو بھی ہلاک کریں گے۔ (بخاری - مشکوٰۃ باب امر بالمعروف) ایک اور
 حدیث میں جا بڑے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
 اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں شہر کو اس میں رہنے والوں کے
 اوپر ارٹ ڈے۔ اس نے کہا۔ اے پروردگار! اس میں تیرا ایک بندہ ہے
 جس نے ایک لمحہ بھی کبھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس پر
 اور تمام بستی والوں پر شہر کو ارٹ ڈے کہ میرے دین (کی خلاف ورزی) کو
 دیکھ کر کبھی اس کا چہرہ متغیر نہ ہوا تھا۔ (بہیقی - مشکوٰۃ - باب امر بالمعروف)
 یعنی اس شخص میں کمزور ترین ایمان بھی نہ تھا۔ جیسا کہ ابوسعید خدریؓ سے
 روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تم میں
 سے کوئی خلاف شرع امر دیکھے اس کو ہاتھ سے روکے۔ اگر اس کی طاقت نہیں
 رکھتا تو زبان سے روکے۔ اور اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو دل سے برا
 جلنے اور یہ شخص کمزور ترین ایمان والا ہے۔ (مسلم - مشکوٰۃ - باب امر بالمعروف)
 اور ایسے لوگوں پر جو نہ تو لوگوں کو بڑے کام سے روکتے ہیں اور نہ ہی ان کو

برا جاتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ دوستی کے روابط استوار کرتے ہیں اور کسی
 اصلاحی تحریک میں حصہ نہیں لیتے۔ ساتھ نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا
 ہے۔ ارشاد ہے۔ ترجمہ:۔۔۔ بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر
 کی راہ اختیار کی ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی
 کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے۔ انہوں نے ایک
 دوسرے کو بڑے انحال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا۔ براطر عمل تھا۔
 جو انہوں نے اختیار کر رکھا تھا۔ آج تم ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو
 جو اہل ایمان کے مقابلہ میں الکفار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں۔ یقیناً
 بہت برا انجام ہے جس کی تیاری ان کے نفسوں نے ان کے لئے کی ہے۔ اللہ
 ان پر غضبناک ہو گیا ہے اور وہ دائمی عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں مگر
 فی الواقع یہ لوگ اللہ اور پیغمبر اور اس چیز پر ایمان لائے والے ہوتے جو
 پیغمبر پر نازل ہوئی تھی تو کبھی (اہل ایمان کے مقابلہ میں) کافروں کو اپنا رشتہ
 دیتے مگر ان میں سے تو بیشتر لوگ اللہ کی اطاعت سے نکل چکے ہیں (امائدہ
 ۷۸ - ۸۱) اس بات کی تشریح نبیؐ کی یہ حدیث کرتی ہے۔ عبد اللہ بن
 مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بنی
 اسرائیل گنہگاروں میں گرفتار ہو گئے۔ ان کے علماء نے ان کو روکا۔ جب وہ نہ
 رکے تو انہوں نے بھی ان کی مجلسوں میں ہم نشینی کی اور ان کے ساتھ کھانے اور
 پینے لگے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بعض کے دل بعض سے ملا دیئے اور جناب داؤد اور
 جناب عیسیٰ کی زبان سے ان پر لعنت کی۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے نافرمانی
 کی اور وہ زیادتی کہتے تھے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اٹھ بیٹھے اور آپؐ ٹیکہ لگانے ہوئے تھے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ
 میں میری جان ہے تم اس وقت تک مذاب الہی سے نجات حاصل نہ کرو
 گے جب تک ظالموں اور فاسقوں کو گنہگاروں سے نہ روکو گے۔ (ابوداؤد - ترمذی
 مشکوٰۃ - باب امر بالمعروف) مذکورہ قرآن اور حدیث کے بیان سے یہ بات
 ظاہر ہوتی ہے کہ ایمان کے دعویداروں کا یہ معاشرہ ایسا ہے جس نہ ہو کہ
 اس میں باطل سر اٹھا رہا ہو اور حق کے خلاف کام کر رہا ہو مگر لوگ خاموشی
 کے ساتھ اس کا تماشا دیکھتے ہیں بلکہ اس معاشرہ میں یہ روح جاری و ساری
 رہے کہ جب اور جہاں باطل سر اٹھائے گا حق کہنے والے اس کے خلاف
 (مقابلے میں) اٹھ کھڑے ہوں۔ اور معاشرے کا ہر فرد صرف خود ہی حق پکڑی
 اور راستبازی اور عدل و انصاف پر قائم رہنے اور حق والوں کے حقوق لانے
 پر اکتفا نہ کرے بلکہ دوسروں کو بھی اس طرز عمل کی تعین کرے۔ یہ وہ چیز ہے
 جو معاشرے کو اخلاقی زوال و انحطاط سے بچانے کی ضمانت ہے اور اسی چیز کو

اختیار کر کے کوئی اللہ کے غضب اور لعنت سے بچ سکتا ہے اور اسی کو اختیار کر کے فلاح پا سکتا ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔ **وَلَقَدْ نُنَكِّمُ أَهْلَ قَوْمِ لُوطٍ**۔۔۔۔۔ **لَهُمْ الْمُنْجَاوُونَ** (العنکبوت: ۱۰) اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو کہ خیر کی طرف بلایا کرے اور نیک کام کرنے کو کہا کرے۔ اور برے کاموں سے روکا کرے اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں کیونکہ اللہ کے نزدیک تبلیغ کا کام ہی سب سے اچھا کام ہے۔ ارشاد ہے **وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ**۔۔۔۔۔ **مِنَ الْمُسْلِمِينَ** (حم السجدة: ۳۳) ترجمہ :- اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا اور کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ آپ ادھر پڑھ چکے ہیں کہ شیطان انسان پر کس طرح حکم کرتا ہے اور یہ کہ آخری عمل شیطان کا انسان کو تبلیغ سے منع کرنا ہوتا ہے اور اگر یہاں بھی شیطان کو ایسی ہوتی ہے اور ایک بندہ تبلیغ کو فریضہ دین سمجھ کر کرنے پر مجبور ہے تو پھر شیطان کا پس تو اس پر نہیں چلتا مگر وہ اس بندے کے ارد گرد کے لوگوں کو اس کے خلاف بھڑاتا رہتا ہے کہ دیکھو یہ شخص تمہارے بزرگوں کو برا کہہ رہا ہے، ان کی توہین کر رہا ہے وغیرہ وغیرہ اور اس طرح تبلیغ کے لئے بے شمار تکلیفیں مصیبتیں بکھڑی کر دیتا ہے مگر ایک مبلغ کو ان مصائب سے گھبرانانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اپنی کتاب میں اعلان ہے کہ **وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ** (اح: ۲) اللہ اس کی مدد کرتا ہے جو اس کی مدد کرتا ہے یعنی جو اللہ کے دین کو پھیلا کر لوگوں کو برے کاموں سے منع کرتا ہے اللہ ایسے شخص کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔ اللہ عزوجل ایسے صالح، دائمی حق کی مدد کرے گا کیونکہ **وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ** (روم: ۴) اللہ نے مومنوں کی مدد کرنا اپنے اوپر فرض کر لیا ہے۔۔۔۔۔ قرآن میں ہم کو ایسے دائمی حق مومنوں کی دو مثالیں ملتی ہیں۔ ایک مومن قوم فرعون کا مومن ہے جس کا ذکر سورہ مومن کی آیات ۲۸ سے ۴۸ میں آیا ہے کہ کس طرح اس مومن نے فرعون کے دربار میں حق بات کہی اور پھر اس اعلان حق کے جرم میں فرعون نے اس کے خلاف کتنی چالیں چلیں مگر فرعون حکومت و طاقت رکھنے کے باوجود اس مومن کا کچھ نہ بگاڑ سکا بلکہ خود ہی اپنی چالوں میں آکر ہلاک ہو جاتا ہے اور اللہ اس مومن کا بال بیکا نہیں ہونے دیتا اور دوسری مثال سورہ البقرہ کی آیات ۱۳ تا ۲۷ میں مذکور ہے کہ ایک بستی میں اللہ دو رسولوں کو بھیجتا ہے۔ پھر تیسرے سے ان کی مدد کرتا ہے مگر وہ بستی ایمان نہیں لاتی بلکہ ان رسولوں کے درپے آکر ہو جاتی ہے تو اس ناؤں وقت میں پوری بستی میں سے ایک شخص اٹھتا ہے اور اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہے اور لوگوں کو رسولوں کے قتل سے منع کرتا ہے تو اس کی قوم اسے اس جرم

میں شہید کر دیتی ہے اور مالک اس مومن کو شہید ہوتے ہی فرماتا ہے کہ جا جنت میں داخل ہو جا۔ ان دونوں مثالوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک بڑی سے بڑی طاقت بھی ایک مبلغ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ اگر بالفرض کوئی طاقت مبلغ پر غالب آجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی جان کا نذرانہ قبول کرتا ہے۔ اس بندے کو شہادت کے مرتبے پر فائز کرتا ہے اور اس کو جنت جیسی لازوال نعمت عطا کرتا ہے مگر اس اہم فریضہ کو انجام دینے کے لئے مبلغ کو اپنی بھی اصلاح کرنا ہوگی۔ دوسروں کو نیکی کا حکم دینے سے پہلے خود اس نیکی کو اپنانا ہوگا۔ دوسروں کو کسی برائی سے منع کرنے سے پہلے خود اس برائی سے بچنا ہوگا یعنی دیگر اہل رانصیحت خود میاں نصیحت دال بات نہ ہو کیونکہ اگر مبلغ کے اعمال خود اچھے نہ ہوں گے تو دوسروں پر بھی اس کی بات اثر نہ کرے گی جیسا کہ جناب نعمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

يٰبَنِيَّ اَقِمِ الصَّلَاةَ۔۔۔۔۔ **مِنْ عِزِّهِ الْأُمُورِ** (نعمان: ۱۷) اے بیٹا! صلوٰۃ قائم کرنا۔ نیکی کی دعوت دینا اور برائی سے دوکنا اور اس کام میں جو مصیبت پڑے اس پر صبر کرنا۔ بیشک یہ بڑے لازم کے کاموں میں سے ہے۔ اب جب کوئی نیک اور صالح بندہ تبلیغ کے کام کو شروع کرتا ہے تو قدم قدم پر شیطان اس کے کام میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔ کبھی اس کے خلاف لوگوں کو اکساتا ہے اور کبھی لوگوں کی زیادتی کے خلاف مبلغ کے دل میں ترک برتری جو اب دینے کی بات ڈالتا ہے۔ دراصل شیطان کو سخت تشویش لاحق ہوتی ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ حق و باطل کی جنگ میں نیکی کا مقابلہ شرافت اور بدی کا مقابلہ نیکی سے کیا جا رہا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ایک ہی مرتبہ کسی حق کے لئے لڑنے والوں اور خصوصاً ان کے رہنما سے کوئی ایسی غلطی کروائے کہ ان کا نفس ٹوٹ ہو جائے اور وہ اللہ کے دین کے بجائے اپنی مدافعت پر آمادہ ہو جائیں۔

۱۔ اسی بات کا ذکر سورہ عجم مجیدہ کی آیات ۳ تا ۳۶ میں ہے۔ **وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ** **فَاِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ** **وَمَا يُلْقِيهَا** **اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلْقِيهَا اِلَّا دُوْحٌ حَظِيْمٌ** **وَاِنَّمَا يُوَفِّيكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْعٌ فَاَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ** ترجمہ :- نیکی اور

بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تو تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ مجر کی دست بن گیا ہے۔ یہ صفت نصیب نہیں ہوتی مگر ان کو جو صبر کرتے ہیں اور یہ مقام

حاصل نہیں ہوتا۔ مگر ان کو جو بڑے نصیبے والے ہیں اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو وہ سب کچھ مٹاتا اور جانتا ہے۔۔۔ یعنی یہ نسخہ ہے تو بڑا کارگر مگر اس کو استعمال کرنا کوئی نئی کھیل نہیں اس کے لئے بڑا دل گروہ چاہیے۔ اس کے لئے بڑا عزم۔ بڑا حوصلہ بڑی قوت برداشت اور اپنے نفس پر بہت بڑا قابو درکار ہے۔ اسی بناء پر ارشاد ہوا کہ شیطان کے فریب سے بچنے کے لئے بڑا اور مند اور خیر خواہ بن کر تم کو استعمال دلائے گا کہ فلاں زیادتی تو بالکل برداشت کے قابل نہیں اور فلاں بات کا منہ توڑ جواب دیا جانا چاہیے۔ اس حملے کے جواب میں تو بھڑکنا چاہیے۔ در نہ تم کو بندل سمجھا جائے گا اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اس لئے ارشاد ہے کہ جب بھی تم اپنے دل میں کوئی نامناسب اکساہٹ محسوس کرو تو خبردار بھاؤ۔ کہ یہ شیطان کی اکساہٹ ہے جو عقد دلا کر تم سے کوئی غلطی کرنا چاہتا ہے اور خبردار ہو جانے کے بعد اس زعم میں مبتلا نہ ہو جاؤ کہ میں اپنے مزاج پر بڑا قابو رکھتا ہوں۔ شیطان مجھ سے کوئی غلطی نہیں کر سکتا۔ یہ اپنی قوت فیصلہ قوت ارادی، زعم شیطان دو سرا اور زیادہ خطرناک فریب ہوگا۔ اس کے بجائے تم کو اللہ سے پست مانگنی چاہیے۔ کیونکہ وہی توفیق دے اور حفاظت کرے تو آدمی غلطیوں سے بچ سکتا ہے۔ مخالفوں کے طوفان میں اللہ کی پناہ مانگ لینے کے بعد جو چیز مومن کے دل کو صبر و سکون اور اطمینان مہیا کرتی ہے۔ وہ یہی بات ہے کہ اللہ بے خبر نہیں ہے جو کچھ ہم کہتے ہیں اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ہمارے ساتھ کیا جا رہا ہے اس سے بھی وہ واقف ہے۔ ہماری اور ہمارے مخالفوں کی سب باتیں وہ سن رہا ہے اور دونوں کا عمل دیکھ رہا ہے۔ اسی اعتماد پر بندہ مومن اپنا اور دشمنوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر کے پوری طرح مطمئن ہو جاتا ہے۔ اس مقام کی بہترین تفسیر وہ واقعہ ہے جو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نبیؐ کی موجودگی میں جناب ابو بکر صدیقؓ کو بے تحاشا گالیاں دینے لگا۔ جناب ابو بکر صدیقؓ غلغلی سے اس کی گالیاں سنتے رہے اور نبیؐ انہیں دیکھ کر سسکاتے رہے۔ آخر کار جناب صدیقؓ کا یہ حال صبر و سیر ہو گیا۔ اور انہوں نے بھی جواب میں ایک سخت بات کہہ دی۔ ان کی زبان سے وہ بات نکلنے ہی پر رشہ یہ غصہ طاری ہو گیا۔ جو چہرہ مبارک پر نمایاں ہونے لگا۔ اور آپؐ تو اٹھ کر مشرف لے گئے۔ جناب ابو بکر صدیقؓ بھی اٹھ کر آپؐ کے پیچھے ہو لئے اور راستے میں عرض کیا یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ مجھے گالیاں دیتا رہا اور آپؐ خاموش ہو سکتے ہیں مگر جب میں نے اسے جواب دیا تو آپؐ ناراض ہو گئے فرمایا جب تک

تم خاموش تھے ایک فرشتہ تمہارے ساتھ رہا اور تمہاری طرف سے اس کو جواب دیتا رہا مگر جب تم لوں پڑے تو فرشتہ کی جگہ شیطان آگیا۔ میں شیطان کے ساتھ تو نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ (مشکوٰۃ - باب حسن خلق)۔۔۔۔ یہ قسمی سے آج ہم ایسے دور میں سانس لے رہے ہیں کہ لوگوں کی اکثریت پر شیطان کا وار چل گیا ہے۔ آج لوگوں نے اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ بیشمار شریک قرار دے رکھے ہیں۔ کہیں کوئی قبر مسجد و غلامی ہے کہیں کوئی آستانہ جس کی چوکھٹ پر جنیں سانی کی جا رہی ہے۔ کسی کو دستگیر کسی کو شعل کشا کسی کو نوٹ، کسی کو داتا پکا دجا رہا ہے مگر وہ گھر جہاں پیشانیوں نے جھکنا تھا خالی پڑے ہیں اور اس ذات کے ساتھ جو صحیح معنوں میں داتا۔ دستگیر شعل کشا اور حاجت روا ہے یوں شریک ٹھہرائے جا رہے ہیں اور بڑے بڑے عالم کو سب سے زیادہ نفرت اس بات سے ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے یا اس کو چھو کر کسی اور کو حاجت روا اور شعل کشا مان لیا جائے۔ اس بات کو کہیں وہ ظلم عظیم کا نام دیتا ہے۔ جیسے ۱۔

اِنَّ الشِّرْكَ اَكْظَمُ مَعْظِمُهُ (تہان ۱۳) ترجیبا دسہ شک شریک سب بڑا ظلم ہے۔ اور کہیں ملک شریک کو گالی سے تعبیر کرتا ہے جیسے بخاری کی روایت میں ہے (ابن آدم شمس) کہ ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے۔

اور جو شریک کی لعنت سے بچ گئے ہیں وہ شیطان کے آخری حمل سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ان کو اس چیز کی پروا نہیں ہے کہ کوئی مالک کو گالی دیتا ہے وہ صرف اپنی دنیا میں مگن ہیں۔ ان کے نزدیک بس یہی کافی ہوگی ہے کہ وہ شریک نہیں کہتے۔ اللہ کے دشمنوں سے انہوں نے تعلقات استوار کر رکھے ہیں۔ ان کی دوستیاں ان لوگوں سے ہیں جو اللہ کو گالیاں دیتے ہیں اور ان کے دل میں مالک کا ذرا بھر وقار نہیں ہے۔ کیا ان تک مالک کی یہ آیت نہیں پہنچی کہ مَا كَلُمْنَا لَكَ تَرْجُوْنَ لِشَيْءٍ وَقَارًا (نوح - ۱۳) یعنی تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے لئے کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے۔ اگر تمہارے ماں باپ کو کوئی گالی دے تو تم اسے مارنے دوڑتے ہو۔ اس کے ساتھ قطع کلامی کر لیتے ہو مگر جو مالک کو گالی دیتے ہیں ان کے ساتھ دوستیاں چل رہی ہیں۔ ان کو اتنے سے نہیں روک سکتے تو کم از کم ان کو زبان سے تو اس فعل شنیع (شریک) کی ہلاکت کے متعلق آگاہ کر سکتے ہو۔ جب حال یہ ہو کہ ایک طرف مالک کے ساتھ اعلانیہ شریک ٹھہرانے چاہیے ہوں اور دوسری طرف مالک کو اکیلا اور وحدہ لا شریک ماننے والے خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں تو ایسے میں مالک کائنات کو عقد اس اہمیت پر نہ بھڑکے اور یہ اس کے مذاہب کے کوڑے کی

ان کے نام بتادیئے تو اللہ نے فرشتوں کو روکا اور دلا لیا کہ میں ہمارے سمناؤں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہوں اور ان چیزوں کو بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو۔ یا اپنے دلوں میں چھپائے رکھتے ہو۔ اس نے تم کو چاہیے کہ ہر حال میں میرے حکم کے آگے سر جھکا دو۔

آدم کو یہ کوئی بے گناہ اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں۔ تو تمام فرشتوں نے اللہ کے حکم کے مطابق سجدہ کیا سوائے ابلیس (شیطان) کے جس نے حکم نہ مانا۔ جسکریا اور نافرمانوں میں شامل ہو گیا۔ قرآن کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ابلیس (شیطان) فرشتوں کے ساتھ دیاں موجود تھا۔ اس لئے جتنے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سجدے کے اس حکم میں شامل تھا۔ اللہ کا یہ حکم دراصل فرشتوں کی نشان دہی تھی جس میں وہ پلٹے اترے۔ جب کہ شیطان اپنے تکبر اور ضد کی وجہ سے اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گیا۔ اسی لئے اسے ابلیس کہا گیا۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے آدم کو سجدہ کرنے سے روکا تو اس نے کہا۔ اے اللہ تعالیٰ! تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے جب کہ آدم کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اس لئے میں اس سے بہتر ہوں۔ میں اپنے سے کم تر مخلوق کو کیسے سجدہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کو شیطان کا یہ غرور اور تکبر پسند نہ آیا۔ اس لئے اس پر لعنت بھیجی اور وہ اسے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا کہ تو ذلیل اور مردود ہے۔ تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ اس لئے اب قیامت تک تجھ پر میری لعنت برکتی رہے گی۔ اس پر شیطان نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک کے لئے ہمت مانگی جو اللہ نے اس کو دیدی۔ اس کے بعد شیطان نے کہا کہ اے اللہ! میں تو ملعون ہو رہا ہوں۔

تیری عزت کا تم! اب میں تیرے بندوں کو تیری سیدھی راہ سے ہر طرف بھٹکنے کی کوشش کروں گا اور ہر طرف سے ان پر بارود چلاؤں گا۔ اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے مخلوق پر تیرا درد نہیں چلے گا۔ رہے وہ گمراہ جو تیرے پیچھے چسبے گئے تو میرا بھی درد ہے کہ میں جہنم سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے جہنم کو بھروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا جوڑا اپنی ان کی بیوی کو بھیجی اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے کہا کہ تم یہاں جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ پو۔ یہاں پر تم کو کھانے پینے لباس اور دھوپ سے بچنے کی ہر طرح سہولت ہوگی لیکن دیکھنا! اس فرشتہ کے پاس نہ جانا۔ ورنہ تم قالموں (نافرمانوں) میں شامل ہو جاؤ گے۔ اس کے ساتھ ہی اللہ نے ان کو شیطان سے بھی خبردار کیا کہ وہ تمہارا کھانا دشمن ہے۔

کہیں وہ تم دونوں کو جنت سے نکل کر مشکل میں نہ ڈالے۔ چنانچہ شروع میں تو دونوں نے اللہ کے حکم پر پوری طرح عمل کیا لیکن آہستہ آہستہ شیطان نے ان سے دوستی بڑھانا شروع کی۔ جھوٹی قسمیں کھا کر ان کو اپنے غلوں اور بھڑکی کا یقین دلایا اور ان کو بتایا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت کے قریب جانے سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تمہیں ہمیشہ کی زندگی حاصل نہ ہو جائے یا تم فرشتے نہ بن جاؤ۔ غرض یہ کہ اس نے ان دونوں کو اس طرح اپنے جال میں پھنسا لیا کہ وہ دونوں اس کے بہکاوے میں آ گئے۔ اور انہوں نے اس درخت میں سے کچھ کھا لیا جس کے قریب جانے سے اللہ نے ان کو منع کیا تھا اور اس کو کھاتے ہی وہ دونوں جنت کے لباس سے محروم ہو گئے تب اللہ تعالیٰ نے انہیں اس کو تباہی کے نتیجے سے آگاہ کیا اور بتایا کہ اب تم یہاں نہیں رہ سکتے۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے تم دونوں (تمہاری اولاد) اور شیطان۔ اب تمہارا ٹھکانا زمین ہے جہاں تمہارے لئے ایک مقررہ وقت تک رہنے کا انتظام کیا گیا ہے اور تم وہاں اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو استعمال کرو گے اور ان کو یاد دلایا گیا کہ وجود اس کے حکم کو اس درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ شیطان تمہارا کھانا دشمن ہے۔ تم شیطان کے بہکانے میں آ گئے۔

اب آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی کو اپنی لغزش کا احساس ہوا اور وہ اپنی اس بھول پر پشیمان ہوئے تو اللہ تعالیٰ بھی ان کے طرف متوجہ ہوا۔ اور آدم علیہ السلام کو کچھ کلمات یعنی توبہ کی دعا سکھائی جن کا ذکر سورۃ الاعراف میں آیا ہے۔ اس دعا کے الفاظ یہ تھے۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا انْفُسَنَا وَإِن لَّحَرَّتْ عَظْمُؤُنَا وَتَرَحُّمْنَا لَسَكُونًا مِّنَ الْخَاسِرِينَ (اے رب ہمارے! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور اگر تو ہم کو نہیں بخشنے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں ہونگے) دونوں میاں بیوی نے اپنی الفاظ میں گڑبگڑ کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کی۔ چنانچہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوا۔ ان کی توبہ قبول کی۔

ان کے اس طرز عمل کو پسند کیا اور ہدایت سے لوٹا اور حکم دیا کہ اب تم یہاں سے نکل کر زمین میں جاؤ۔ جہاں ایک مقررہ مدت تک تمہارے رہنے کے لئے سامان کر دیا گیا ہے۔ تیس اسی میں زندہ رہنا ہے۔ وہیں تم کو موت آئے گی اور وہیں سے قیامت کے روز تمہیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور بتایا کہ زمین پر جب بھی میری طرف سے تھکے باس ہدایت آئے تو جو اس کی پیروی کرے گا اس کے لئے

قیامت کے دن کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔ اور جہاں ہمارے بات (آیات) کو جھٹلاتے گا اس کو ہمیشہ کے لئے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس طرح ان کو زمین پر بھیج دیا گیا جہاں اس جوڑے سے مزید نسل انسانی کا سلسلہ چلا۔

سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آدم علیہ السلام کی اولاد (انسان) کو دی جانے والی مزید ہدایات کا ذکر آیا ہے کہ اے آدم! تمہارا حق ڈھانچنے اور تمہارے بدن کی زینت کے لئے ہم نے لباس کا انتظام کیا ہے۔ تمہارے لئے کھانے پینے کی چیزیں پیدا کی ہیں۔ تم ان کو کھاؤ پیو لیکن فضول استعمال نہ کرو۔ تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس کی نافرمانی سے بچتے رہو اور دیکھنا کہیں شیطان تم کو بیکار مصلحت سے بٹاتا ہے جس طرح اس نے تمہارے ماں باپ (آدم اور حوا) کو بیکار محنت سے نکلوا دیا تھا۔ اس سے ہوشیار رہنا۔ شیطان اور اس کے ساتھی تم کو گمراہ کرنے کے لئے ایسی جگہوں سے تم پر وار کرتے ہیں جہاں تم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ ہم نے شیطانوں کو ایسے لوگوں کا دوست بنا دیا ہے۔ جو ایمان نہیں رکھتے اور اے نبی آدم! جب تمہارے پاس تم میں سے ہمارے رسول آئیں جو تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائیں تو اس کے بعد جو تقویٰ اختیار کرے گا اور اپنی اصلاح کرے گا اس کے لئے کوئی خوف اور غم نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد یعنی سارے انسانوں کے لئے زمین میں زندگی گزارنے کے لئے جہاں دوسری ساری ضروریات کا انتظام کیا وہاں ان کی ہدایت کے لئے انہی میں سے اپنے رسول بھیجے گا بھی انتظام فرمایا تاکہ وہ اللہ کی بندگی کی آزمائش میں پورے اتر سکیں اور انجام کار اپنے مالک کی لاد والی جنتوں میں پہنچ کر جہنم کی آگ سے بچ سکیں۔

خلاصہ

ہیائے پھر! قرآن مجید میں بیان کئے گئے اس واقعہ سے مندرجہ ذیل اصولی باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں جن پر ہمیں غور و فکر کرنا چاہیے ان کے علاوہ اس واقعہ سے متعلق کچھ باتوں کی وضاحت بھی پیش کی جاتی ہے جن کی اصلاح کرنے کی ضرورت ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام اور ارادے میں اس کی کوئی نہ کوئی حکمت یا مصلحت ہوتی ہے اور اس کی حکمتوں کو سمجھنا نہ تو فرشتوں جیسی مقرب مخلوق کے لئے ممکن ہے اور نہ جنوں اور انسانوں کے بس کی بات ہے چاہے

انسانوں میں وہ اللہ کے رسول ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ہر ایک کا علم ناقص اور محدود ہے۔ غیب کی باتوں کو جاننے والی صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے۔ اللہ

کے علاوہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے علاوہ ہر ایک کا علم چاہے وہ فرشتے ہوں، جن ہوں، امام انسان ہوں یا اللہ کے نبی اور نیک بندے ہوں۔ ذاتی نہیں بلکہ اللہ کا دیا ہوا ہے

۳۔ خلیفہ کے معنی جانشین یا بعد میں آنے والے کے ہوتے ہیں جو بعد میں اگر کسی کی جگہ لے۔ اقتدار یا اختیار والے کے معنی میں بھی آتا ہے۔ قرآن میں اس واقعہ کے حوالے سے استعمال ہونے والے لفظ خلیفہ کا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا ہے۔ انہوں نے اس سے خلیفۃ اللہ فی الارض یعنی زمین پر اللہ کا نائب سمجھ لیا ہے۔ جو صحیح نہیں۔ کیونکہ قرآن میں کہیں بھی خلیفۃ اللہ کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی الٰہی اقصیٰ ہے اس کو کائنات کا نظام چلانے میں کسی قسم کی تھکاوٹ یا کمزوری لاحق نہیں ہوتی۔ اور نہ اس پر موت ہی ہے کہ اسے کسی نائب یا جانشین کی ضرورت ہو۔ جب کہ اس کے برعکس اللہ قرآن میں فرماتا ہے کہ "بیشک ہم نے انسان کو مٹا دی ہوئی مٹی کے سوکھے ٹوکے سے پیدا کیا۔ اور اس سے پہلے ہم نے جنوں کو آگ کی لپٹوں سے پیدا کیا۔"

(الحجہ آیات ۲۶-۲۷)

گویا انسان کو اللہ نے جنوں کے بعد آنے والی جانشین مخلوق کی حیثیت سے پیدا فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن کے مطابق خلیفہ سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیج کر اپنی بندگی کے لئے ایمان اور عمل کی آزمائش میں ڈال دیا ہے یعنی اس کے سامنے نیکی اور بدی کو واضح کر کے اس بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی پابندی کر کے نیکی کا طالب بننا ہے یا شیطان کی پیروی میں نافرمانی کا روٹیہ اپناتا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس کے بسنے کے لئے یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ وہاں اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر ضروریات زندگی کو پورا کر سکے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ تکبر و عز و جلال اور عفو و رحمت کے مقابلے میں عاجزی و انکساری اور توبہ کو پسند فرماتا ہے۔ شیطان نے اللہ کے حکم کے مقابلے میں تکبر و عز و جلال۔ نافرمانی کی پھر اپنی غلطی پر مشرکہ ہونے کے بجائے بعفدہ رہا تو مردود ٹھہرا۔ جب کہ آدم علیہ السلام سے چھل ہوئی تو وہ پشیمان ہوئے اور اللہ کی طرف رجوع کیا تو اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمایا اور اپنی رحمت سے نواز کر سرسبز کر دیا۔

۵۔ بچو! اور پر بیان کئے گئے واقعات میں آدم علیہ السلام کی توبہ اور توبہ کی دعا کے ان کلمات کا ذکر آپ کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھائے تھے۔ قرآن کی تفسیر کھینے والے سب لوگوں نے اس سے اتفاق کیا ہے کہ یہی وہ دعا ہے جس کے ذریعے آدم علیہ السلام نے اللہ سے توبہ کی تھی۔ لیکن ایک طرف قرآن اس دعا کے الفاظ نقل کرتا ہے تو دوسری طرف وسیلے کے مشرک کو رد ارج دینے کے لئے جھوٹی روایات کا سہارا لے کر قرآن کے الفاظ کی تردید پور ہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے گناہ سرزد ہو گیا تو انہوں نے آسمان کی طرف سراٹھا کر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے مغفرت کی دعا مانگی۔ اللہ نے دریافت کیا کہ یہ تمہ کون میں۔ آدم علیہ السلام نے جواب دیا کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے سراٹھا کر عرض کیا تھی: لا اِلٰهَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کھا ہوا پیا۔ تو میں سمجھ گیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے اس سے زیادہ عظمت والا کوئی

نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا: آدم! تم نے حق کہا۔ وہ بچی آخر میں اور وہ تمہاری ہی اولاد سے ہوں گے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی پیدا نہ کئے جاتے حالانکہ قرآن میں اللہ اس کے برکت فرماتا ہے کہ میں نے بتوں و راسخوں کو ان اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ جن میں آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل ہیں۔ اس طرح قرآن کی واضح روایت کی تردید حدیث کے نام سے تھیوتی اور گھڑی ہوئی روایات کے ذریعے ہو رہی ہے اور یہ کام کوئی اور نہیں ہمارے مولوی اور پیرا انجام دے رہے ہیں۔ پھر اس سے اپنے پیٹ کا حصہ اچلا رہے ہیں۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ ہم خود بھی ان گمراہ کن باتوں سے بچیں اور اپنے ماں باپ، بہن بھائیوں، برادرانوں، پڑوسیوں اور دیگر لوگوں کو بھی ان سے آگاہ کریں تاکہ ان کی بھی اصلاح ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ، میں قرآن و حدیث کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ تبلیغ دین کی اہمیت

مستحق نہ ٹھہرے تو اور کیا ہو؟ آج بھی سورۃ العصر یہ اعلان کر رہی ہے کہ یہ شک انسان بڑے خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔

آخر میں ہماری پکار یہ ہے

کہ کوئی ہے جو شرک مٹانے اور توحید خالص کو پھیلانے کے لئے ہمارا ساتھ دے پرتیاد ہو اور کہاں ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرامؓ کے نقوش قدم کی راہنمائی میں باطل کو شاکر حق کے قیام کے لئے ہمارے ہم سفر بنیں؟ آئیے آئے بڑھیں اور امت کو موجودہ رکاوٹ کی بد انجامی سے باخبر کیجئے۔ کیا عجیب کہ اللہ رحم فرمائے اور آج کے بھٹکے ہوؤں کو ایمان خالص سے سرفراز فرما کر رنگ جہاں بدل ڈالے۔

حبل اللہ ایک مجلہ نہیں بلکہ موجودہ دور میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کے خلاف ایک جہاد ہے۔ لیکن اس کی باقاعدہ اشاعت کے سلسلے میں وسائل کی قلت کے علاوہ ساتھیوں کے قلمی تعاون کی کمی بھی ایک مسئلہ ہے۔ اس لئے وسائل کی فراہمی کے علاوہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ساتھی کچھ قلمی کاوش بھی فرمائیں اور حبل اللہ کے لئے مضامین وغیرہ لکھ کر ارسال کریں۔ ان مضامین کو بھیجنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھیں کہ تحریر صاف ستھری اور کشادہ ہو اور اس میں ضروری حوالہ جات مکمل طور پر درج ہوں۔ ہم اپنے ساتھیوں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہماری اس اپیل پر خصوصی ترجیح دیں گے اور اپنی علمی اور فکری صلاحیتوں کو اللہ کی راہ میں لگاتے ہوئے حبل اللہ سے ہر طرح کا تعاون کریں (ادارہ)

روزانہ قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ ترجمے

کے ساتھ ضرور پڑھیے *

سُنُّ تَوَسُّعِي

حیل اللہ کے ساتویں شمارے میں بزمِ خود توحید و سنت کی تبلیغ کا دعویٰ کرنے والی کفر و شرک کے عقائد میں ملوث اور طاغوت کی پکاری جماعتوں "ارواحِ ثلاثہ" کے آئمہ ثلاثہ کی مبارکات پیش کی گئی تھیں کہ شاید کوئی معصوم انسان ان کے فریب سے بچ کر صراطِ مستقیم کی طرف پلٹ آئے۔ اب ان میں سے ایک جماعت، جماعت المسلمین کے ترجمان رسالے کے دوسرے شمارے میں اپنے آئمہ کے دفتار میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے۔

اور یہ کتنی رستمِ ظہین کی بات ہے کہ صرف ہی خود سامنے ذہنی مفروضے کی بنا پر عثمانی صاحب اور انکے حاشیہ برداروں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن تیمیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کو کافر ٹھہرایا ہے اور اس شدت کے ساتھ اس بات کا پردہ پیگند کیا جا رہا ہے گویا اگر ایسا نہ کیا گیا تو حیدر خاک میں بدل جائے گی۔ شمارہ نمبر ۲، المسلم ص ۳۷، اکتوبر ۱۹۸۶ء

اس سے زیادہ کتنا حق اور اکابر پرستی کی مثال اور کیا ہوگی کہ ان کے آئمہ کی قرآن و حدیث کے خلاف کھٹی گئی تحریروں کو پیش کر کے باقاعدہ حوالے اور ثبوت کے ساتھ ان کا ابطال کیا جائے تو بجائے اس کے کہ حقیقت حال کا اعتراف اور عقیدے کی صفائی ہو۔ اپنے ان "آریاب" بن دون اللہ کی اندھی عقیدت میں اسی رواجی فحشہ خیر انداز کا اعادہ کیا جائے اور سچی خیر خواہی کو خود ساختہ ذہنی مفروضہ قرار دیا جائے جو قرآن و حدیث کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے۔

حیل اللہ کے ساتویں شمارے میں ہم نے ابن تیمیہ کی کچھ عبارات پیش کرنے کے بعد وضاحت کر دی تھی کہ ان پر مزید تفصیلی بحث آئندہ اشاعت میں کی جائے گی لیکن اب ان پر بحث کرنے اور ان کی کفر و شرک سے لبریز عبارات پر قرآن و حدیث کی روشنی میں تنقید کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جماعت المسلمین اور ان کے آئمہ کی عبارات کا ایک تقابلی جائزہ پیش کر دیا جائے تاکہ ان کا فریب پوری طرح واضح ہو جائے۔ اس کے لئے ہم جماعت المسلمین کی ہی شائع کردہ کتب و رسائل کی روشنی میں ان کے اصلی خود و حال پیش کر سینگے تاکہ دنیا کے سامنے ان کی صحیح تصویر آجائے۔ اور بھولے بھالے معصوم لوگ اپنے لئے صحیح راستے کا انتخاب کر سکیں۔ اس موقع پر غیر مناسب نہ ہوگا اگر ایک اہل حدیث عالم شاہ محمد ربانی کی عبارت بھی پیش کر دی جائے تاکہ حقانیت کی علمبردار جماعتوں، ارواحِ ثلاثہ (حزب اللہ، الحمد للہ، یوحنا و فرس اور جماعت المسلمین) کے گمراہ کن اور کھوکھلے نعروں کی حقیقت واضح ہو جائے کہ شیعوں کے آئمہ کے طرح ان کے "آئمہ ثلاثہ" بھی معصوم ہیں۔

شاہ محمد ربانی کی تحریر اس بات کا ثبوت ہے کہ حق و صداقت کی آواز جز خالص مالک الملک اور زندہ جاوید رب کائنات کی عظمت کیلئے بلند کی گئی ہے۔ وہ اپنا اثر ضرور دکھلائے گی۔ حیل اللہ کی تیسری اور ساتویں اشاعت میں ہم نے ارواحِ ثلاثہ کے "آئمہ معصومین" (ابن تیمیہ، ابن قیم) پر اہل حدیث عالم عبدالرحمن کیلانی کی تنقیدی تحریر پیش کی تھی۔ اب ملاحظہ ہو شاہ محمد ربانی کی تحریر۔

علماء کرام کے لیے خوش خبری

مندرجہ ذیل سوالات کے مکمل باحوال جوابات دے کر یا کچھ کتب مفت حاصل کریں۔

۱۔ مسلم ڈسری (۲)، حقیقتِ تعویذ (۳)، مناظرۃ تعویذ (۴) دعوات المؤمنین

۵۔ دعویٰ تعویذ قریش و جہت کا معاذ: پندرہ مارچ سنہ ۱۴۰۰ھ تک جوابات ارسال فرمائیں

سوال۔ مشہور امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم جنہوں نے بڑی خدمت کی

ہے۔ ان کی تحقیق کے مطابق مڑے قبر میں سنتے بھی ہیں اور قبر پر آنے والوں کو پہنچاتے بھی ہیں۔ اس کی دلیل قرآن و حدیث سے پیش کریں۔ اور یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ ایسا عقیدہ کفرا شرک تو نہیں؟

ب۔ اسی طرح یہ ائمہ ثلاثہ یعنی تینوں امام تعویذ تجار، تعویذ عسکر ولادت، تعویذ نمکینہ کی بھی تعلیم دیتے تھے۔ یہی قرآنی تعویذ کے ٹکڑے، بالحدیث کے عامل تھے۔

آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں دلائل دے کر جماعت اہل حدیث پر احسان فرمائیں۔

سوال۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی حکیم الامت اور مولوی محمد ابراہیم مہر سیالکوٹی اور حافظ محمد صاحب لکھنؤ کے اپنی اپنی تحقیق کے مطابق لکھا ہے کہ جس گھر میں جنت شہیا طیس تنگ کرتے ہوں پتھر پھینکتے ہوں۔ اسکا دماغ صاحب کعبہ اور ان کے کتے کا نام لکھ کر اپنے پاس رکھیں، کیا یہ کتے والا تعویذ، کتے کے نام کا تو قتل استہداد لغیر اللہ تو نہیں کہیں یہ شرک تو نہیں اگرچہ تو پھر ان بزرگوں کے متعلق کیا فتوے دوں گے۔ اللہ کا واسطہ دے کر گذارش کرتا ہوں جلدی نہ کرنا بلکہ محتاط ہو کر فتویٰ دینا۔

سوال۔ پانی میں قرآنی آیات پٹھ کر پھینک مار کر برصنیوں کو چلانا۔ دیوبندی، بریلوی اور علماء اہل حدیث بھی کا کبیرت عمل ہے کیا یہ سنت ہے حوالہ دیں۔

سوال۔ دنیا کے عظیم مفکر انسان مولوی صاحب سوال کا جواب دیتے ہوئے رسائل مسائل میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر کوئی ولی اللہ صاحب قبور کو پکارتا ہے تو عقائد میں خرابی تو لازم نہ آئے گی۔ البتہ اندھیرے میں تیر چلانا ہے۔ کیونکہ جس کو تم پکار رہے ہو، ہو سکتا ہے اس کا مدد دہاں موجود نہ ہو (قبر میں) اندھیرا بھی ہو سکتا ہے مدد تو موجود ہو (قبر میں) لیکن ذکر الہی میں مشغول ہو۔ آپ سوچ کر جواب دیں۔ کیا ایسا عقیدہ رکھنا واقعی قرآن و حدیث کے مطابق ہے یا یہ فتوے شرک کا راستہ دکھاتا ہے۔

سوال۔ پروفیسر غازی احمد نے لکھا ہے جب وہ اپنی (کافرا) ماں کے پیٹ میں تھے تو ایک بزرگ صاحب نظر نے فرمایا کہ اس عورت کے پیٹ میں بچہ ہے اور وہ کل شہادت پڑھ رہا ہے پھر وہ تقریباً ۱۰ سال ہندو سے مسلمان بن گئے۔ اسی طرح مولوی صاحب نے فرمایا میری پیدائش سے تین سال قبل ایک بزرگ نے والد صاحب سے فرمایا تم بار لڑکا ہو گا۔ اس کا نام ابوالاعلیٰ رکھنا۔ چنانچہ پھر میں پیدا ہوا تو میرا نام ابوالاعلیٰ رکھا گیا۔ اسی طرح تھانوی صاحب نے لکھا ہے ایک مجنوب نے میری والدہ کو فرمایا کہ اب تم بار لڑکا ہو گا۔ اس کو علی کے پتھر دکر دینا۔ پھر میں پیدا ہوا تو میرا نام اشرف علی رکھا گیا۔ اب جو میں کھڑی کھڑی باتیں کرتا ہوں تو یہاں ہی مجنوب صاحب کا اثر ہے۔ آپ فرمائیں کیا ایسی کڑمیں ماں لینا عقیدہ کی خرابی تو نہیں، بھل، عقل جو بات لڑ سال فسرنا کر مذکورہ کتب مصنف حاصل کریں۔

پتہ :- قاری دوست محمد علوان مدرسہ دارالسلام کلیال عادی شون

ضلع خوشاب (ڈو "عبارت ڈائری السلام" ۱۹۸۷ء، از شاہ محمد ربانی)

اب جماعت المسلمین اور ان کے آئمہ کی عبارات کا ایک جائزہ ملاحظہ ہو کہ انہوں نے پہلے کس طرح پورے قرآن مجید اور صحیح احادیث کے معنی اور مفہوم کو بدل کر اپنے آئمہ کی پیروی میں کفر و شرک کو ایمان اور توحید بنالیا۔ پھر اس کے بعد قرآن مجید و احادیث صحیحہ کا مخالفت برائے مخالفت کے جنون میں استہزاء کر رہے ہیں اور مصلوم لوگوں کے لئے کس طرح یہ مردہ پرست جنونی فتنہ کا باعث بن گئے ہیں۔ اس کی بدترین مثال دیکھئے اور ساتھ ہی اس کا جواب جو ان کے امام ابن تیمیہ کی عبارت سے سامنے آتا ہے۔

جماعت المسلمین کے ترجمان رسالے "المسلم" کی اشاعت نمبر ۳۳ ذوالحجہ ۱۳۸۴ھ کے صفحہ پر فہرست کتب میں ان کی کتاب "تلاش حق" کے بارے میں لکھا ہے۔

”میرا حق کے بارے میں ایک رہنما تصنیف“ اسی اشاعت نمبر ۳ کے صفحہ ۲۴ پر کتاب ”تلاش حق“ کے بارے میں مضمون نگار لکھتے ہیں۔

کچھ دنوں بعد مجھے ملاشحق نامی کتاب ملی جو صحیح معنوں میں بیدارگرگنی واقعہ یا ایسی "رہنم" کتاب ہے کہ کاغذ پر پہلے سے جاتی تو شاید آتسا پس و پیش نہ ہوتا میرے خیال میں نا ممکن ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد کوئی باخیر نہ ہوگا (فوز "رسالہ المسلم" شمارہ نمبر ۳ ص ۷۳)

گویا جماعت المسلمین کی شائع کردہ یہ کتاب ایک رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں کیا رہنمائی کی گئی ہے۔ اس کتاب کے حصہ ۱۴ پر ابن تیمیہ اور ابن قیمؒ کے بائیسے میں لکھا ہے۔

”وہ سخت قسم کے غیر مقلد تھے۔ وہ علم دین کے بہت بلند مینار تھے۔“

”وہ سخت قسم کے غیر مقلد تھے۔ وہ علم دینی کے بہت بلند مینار تھے۔“

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے ساتھ جو بدترین مذاق جماعت المسلمین نے کیا ہے اس کی مثال ملاحظہ ہو۔ معلوم ہو گا کہ جیب انسان کے عقائد میں کفر و شرک کی تلاوٹ ہو جانے اور وہ اس کو ایمان سمجھنے لگے تو پھر اس باطل نظریے کی حمایت میں وہ اللہ کی کتاب میں بھی تحریف کر گزرتا ہے۔ اب دیکھئے تحریف قرآن کا۔ ”شاندار کارنامہ جو جماعت المسلمین نے سرانجام دیا ہے اور اس کا جواب اور رد بھی ابھی کے امام ابن تیمیہ کی تحریر ہے۔ جماعت المسلمین کے ترجمان ”المسلم“ شمارہ نمبر ۳۹ (اکتوبر ۱۹۸۶ء) کی عبادت۔

اب تارکین کرام عثمانی صاحب کی ایک اور علمی غلطی کی بدترین مثال ملاحظہ فرمائیے۔
موصوف فرماتے ہیں کہ

فرعون اور فرعونوں کو صبح شام آگ پر چیش کیا جا رہا ہے اور قیامت تک پیش کیا جاتا رہے گا اور قیامت کے دن کہا جائے گا کہ اب فرعون اور اس کے پیروں کو شدید عذاب میں داخل کر دو۔ (عذاب قبر صفحہ ۱۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

دورخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ اے فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو۔

قارئین کرام سورۃ المؤمنین کی آیت کا متن آپ کے سامنے ہے اس میں فرعون کا لفظ موجود نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں ایسی کوئی آیت نہیں جس میں آل فرعون کے ساتھ فرعون کا لفظ موجود ہو۔ نہ معلوم لفظ فرعون کا اہذا موصوف نے کس لئے لکھا ہے۔ اس اعتراض کا جواب جماعت المسلمین کی خدمت میں ان کے امام ابن تیمیہ کی عبارت سے۔

وهذا نص في أن فرعون بعد فرقة ملعون ، وهو في الآخرة مقبوح غير منصور ، وهذا إخبار عن غاية العذاب ، وهو موافق للوضع الثاني في سورة المؤمن وهو قوله : (وحاق بالفرعون سوء العذاب ، النار

داخل فی آل فرعون للکذبین المأخوذین ، ومنہ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 « قولوا اللهم صل علی محمد ، وعلی آل محمد » کا صلی علی آل ابراہیم »

— ۲۸۱ —

وکنکک قولہ : « کا بارک » علی آل ابراہیم ، علی آل ابراہیم داخل فی ذلك ، وکنکک
 قولہ الحسن : « ان الصدقة لایحل لآل محمد » .

وفی الصحیح عن عبد اللہ بن ابی اوفی قال : کان القوم إذا أوتوا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم بصدقة یصلی علیہم ، فأتا ابی بصدقة فقال : « اللهم صل علی
 آل ابی اوفی » وأبو اوفی هو صاحب الصدقة .

ونظیر هذا الإسم أهل البيت ، فإن الرجل یدخل فی أهل بیتہ ، کقول
 لللائکہ : (رحمة اللہ وبرکاتہ علیکم أهل البيت) وقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم :
 « سلان من أهل البيت » وقولہ تعالى : (انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس
 أهل البيت) وذلك لأن آل الرجل من یرول إلیہ ، ونفسہ عن یرول إلیہ ،
 وأهل بیتہ من من بأهلہ ، وهو من بأهل أهل بیتہ .

قد تبین أن الآية التي ظنوا أنها حجة لهم : هي حجة علیہم ، فی تعذیب
 فرعون مع سائر آل فرعون فی البرزخ ، وفی يوم القيامة ، وبتبین ذلك :
 أن الخصال فی القصة كلها إخبار عن فرعون وقومه .

یرضون علیہا قدراً وحشياً ویرم بقوم الساعة أدخلوا آل فرعون أشد
 العذاب) وهذا إخبار عن فرعون وقومه ، أنه ساق بهم سوء العذاب فی البرزخ ،
 وأنهم فی القيامة یدخلون أشد العذاب ، وهذه الآية إحدى ما استعمل به العلماء
 علی عذاب البرزخ .

وإذا دخلت الشیبة علی هؤلاء الجبال : لیا سمعوا آل فرعون ، فظنوا
 أن فرعون خارج منهم ، وهذا تحریف للکلم من مواضعہ ، علی فرعون
 داخل فی آل فرعون بلا نزاع بین أهل العلم بالقرآن ، ولقنہ ، بتبین
 ذلك بوجہ : —

(أحداً) أن لفظ آل فلاں فی الكتاب والسنہ یدخل فیہا ذلك
 الشخص ، مثل قولہ فی الملائكة الذين ضلوا ابراہیم : (إنا أرسلنا
 ال قوم مجرمین . الا آل لوط انا نجوهم امین . الا امرأۃ) ثم قال :
 (فلما جاء آل لوط المرسلون قال یوں لوطاً : انکم قوم متکرون)
 وکنکک قولہ : (انا أرسلنا علیہم حاجباً الا آل لوط نجیمان بحر) ثم
 قال ید ذلك : (ولقد بدد آل فرعون النار . کذبوا بآياتنا کذاباً مآخذنا ثم أخذ
 عن دم مقتدر) .

ومعلوم أن لوطاً داخل فی آل لوط فی هذه المواضع ، وکنکک فرعون :

ترجمہ : یہ شخص ہے اس چیز کے اوپر کہ فرعون فرق کرنے کے بعد ملعون ہے اور آخرت میں ذلیل و رسوا ذکر کیا گیا ہے ۔ یہ انتہائی ذاب
 کے بائے میں خبریں ہیں اور یہ سورتوں میں جو دوسری جگہ آیا ہے اس کے موافق ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ۔

» اور آل فرعون خود بدترین عذاب کے پھیر میں آگئے ۔ جہنم کی آگ ہے جس کے سامنے صبح و شام وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جیب
 قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو (سورہ المؤمن آیات ۵۵ ، ۵۶)

اور یہ اطلاع دیتی ہے فرعون اور اس کی قوم کے بائے میں کہ وہ ان کے ساتھ مبتلا ہو گیا بدترین عذاب میں برزخ میں اور یہ کہ قیامت
 کے روز وہ شدید عذاب میں داخل ہوں گے ۔ یہ آیت ان میں سے ایک ہے جو عذاب برزخ پر استدلال کرتی ہے ۔

اب ان جاہلوں کو اس سے یہ شبہ ہوا ہے کہ جب انہوں نے آل فرعون کے بائے میں سنا تو یہ گمان کیا کہ فرعون ان میں سے خارج ہے اور یہ
 کلام کی تحریف ہے اس کے مقام سے ۔ بلکہ فرعون آل فرعون میں داخل ہے اور اس مسئلے میں قرآن کا علم رکھنے والوں کے درمیان کوئی اختلاف
 نہیں ہے ۔ لغت کے لحاظ سے اس کی تعین یہ ہے ۔

(ان میں سے ایک یہ ہے) کہ آل فلاں کا لفظ کتاب اور سنت میں اس شخص کو داخل کرتے جیسے ملائکہ کے اس قول کے مثل جو ابراہیم
 کے بہان تھے ۔

» ہم ایک ہزار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ۔ صرف لوط کے گھروائے مستثنیٰ ہیں ۔ ان سب کو ہم بچالیں گے سوائے اس کی جو یوں کہے :

(سورہ الحجر آیات ۵۸ ، ۵۹)

پھر فرمایا (اللہ تبارک تعالیٰ نے)

» جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے آل لوط کے پاس تو انہوں نے کہا ”یعنی لوط نے“ تم لوگ اجنبی معلوم ہوتے ہو :

(سورہ الحجر آیات ۶۱ - ۶۲)

اور اسی طرح اللہ تبارک تعالیٰ کا یہ قول

”ہم نے پتھر ڈال کر دالی ہوا ان پر بھی سوائے لوٹا کے گھر والوں کے۔ ہم نے ان کو نجات دے دی۔“ (سورہ القمر آیت ۳۴)

پھر اس کے بعد مندرجہ بالا

”پھر بیشک آئے فرعونوں پر ڈرانے والے انہوں نے جھٹلایا ہماری آیات کو۔ ہم نے پکڑا ان کو ایک ذبردست قدرت والے کی طرح ہے۔“

(سورہ القمر آیات ۴۱-۴۲)

اور معلوم ہے کہ لوٹا داخل ہیں آل لوٹ میں ان مقامات پر اور اسی طرح فرعون داخل ہے آل فرعون میں۔ تبطلانے والوں میں اور پکڑے جانے والوں میں اور اسی میں سے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول

”کہو! اے اللہ تبارک تعالیٰ رحمت نازل فرما محمدؐ اور محمدؐ کی آل پر جیسے تو نے نازل فرمائی آل ابراہیمؑ پر۔ اور اسی طرح ان کا یہ قول ”جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ کی آل پر“ میں ابراہیمؑ داخل ہیں اس کے اندر اور اسی طرح آپؐ کا یہ قول حسن نہیں لے ”بیشک صدقہ حلال نہیں ہے محمدؐ کی آل پر“

اور اسی طرح صحیح میں عبد اللہ بن اوفیؓ سے روایت ہے کہ قوم جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ بے کراقتی تو نبیؐ ان کے لئے رحمت کی دعا کرتے تھے۔ میرے والد بھی صدقہ لے کر آئے تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ آل ابراہیمؑ پر رحمت نازل فرما اور البر اوفیؓ خود صاحب صدقہ ہے۔“

اور اس قسم کی نظیر اہل بیت میں ہے کہ ایک شخص اپنے اہل بیت کے اندر شامل ہے جیسا کہ ملائکہ کا قول۔ ”اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت اے اہل بیت تم پر“

اور نبیؐ — صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ”سلمانؓ ہمارے اہل بیت میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا۔
”اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے گندگی کو دور کرے۔“ (سورہ الاحزاب آیت ۳۳)

یہ اس لئے کہ کسی شخص کا خاندان اس کی سربراہی میں ہو رہا ہے اور وہ خود بھی اس میں شامل ہے اور اس کے اہل بیت وہ ہیں جو اس کے گھر والے ہیں اور وہ ان گھر والوں میں شامل ہے۔

اب ان تمام دلائل سے ظاہر ہو گیا کہ یہ آیت جس کے بارے میں انہوں نے گمان کیا کہ وہ ان کے لئے تجت ہے۔ وہ ان کے خلاف تجت ہے فرعون کے مذاب میں مبتلا ہونے کے بارے میں تمام فرعونوں کے ساتھ بربخ میں اور قیامت کے دن۔ اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اس قصے میں خطاب فرعون اور اس کی قوم سے ہے۔

(ترجمہ: عبارت ابن تیمیہ ص ۲۸ تا ص ۲۸۲ فتاویٰ جلد ثانی)

اب ابن تیمیہ کی مندرجہ بالا عبارت کے متعلق جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان ”المسلم“ کے مضمون نگار کیا فتویٰ دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ”امام ابن تیمیہ“ نے تو اس بحث میں سارے دلائل ہی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے دیئے ہیں کہ ”فرعون“ لفظ آل فرعون میں شامل ہے۔

اور ان کا فتویٰ ان لوگوں کے متعلق جو سمجھتے ہیں کہ ”فرعون“ لفظ ”آل فرعون“ میں شامل نہیں ہے کہ:-

”ان جاہلوں نے لفظ ”آل فرعون“ سے جو یہ گمان کیا ہے کہ ”فرعون“ ”آل فرعون“ میں شامل نہیں تو یہ کلام کی تحریف ہے اس کے مقام سے۔ بلکہ ”فرعون“ ”آل فرعون“ میں داخل ہے۔

ہم نے جماعت المسلمین کی خدمت میں ان کے ”امام ابن تیمیہ“ کی تحریر پیش کر دی ہے کیونکہ معیار حق کے بارے میں ان کی ”دہنہ تصنیف“ (تلاش حق) کے ص ۱۴ پر یہ رہنمائی کی گئی ہے کہ

”وہ علم دین کے بہت بلند مینا تھے۔“

(علاوہ ازیں معیار حق کے بارے میں جماعت المسلمین کی ”دہنہ کتاب“ ”تلاش حق“ کے ص ۱۹ پر یہ بتایا گیا ہے کہ:-

” اس وقت سب سے اچھی تفسیر نواب صدیق حسن خان کی تفسیر ہے۔ یا پھر ”تفسیر احسن التفسیر“ جو ایک عام شخص کی رہنمائی کئے لئے ان کے نزدیک اس وقت یہ دو اچھی تفسیریں ہیں۔ لیکن ان تفسیر میں بھی سورۃ المؤمن کی مذکورہ آیت میں ”آل فرعون“ کے متعلق دیکھیں تو اس میں ”فرعون“ کو شامل کیا گیا ہے۔

پہلا حوالہ جماعت المسلمین کی خدمت میں صدیق حسن خان کی تفسیر کا

(وہا قی آل

فرعون) ای احاط بهم ونزل علیہم (سوء العذاب) قال الکسائی یقال حاق بحیق حقا و حیوفا اذا نزل ولزم قال الکلبی غرقوا فی البحر ودخلوا النار والمراد بال فرعون فرعون وقومه وترك التصريح به للاستغناء بذکرهم عن ذکره لکونه اولی بذلک منهم أو المراد بال فرعون فرعون نفسه والا لاولی لانهم قد عذبوا فی الدنیا جعلا بالفرق وسیعذبون فی الآخرة بالنار ثم بین سبحانه ما أجله من سوء العذاب فقال (النار یعرضون)

ترجمہ ” (اور آل فرعون پھر میں آگئے) اللہ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا اور ان پر نازل ہوا۔ کسائی نے کہا۔ کہا جاتا ہے حاق بحیق حقا و حیوفا جب کوئی چیز نازل ہو یا لازم ہو۔ بھی کہتا ہے کہ دریا میں فرق کر دیئے گئے اور آگ میں داخل ہو گئے۔

آل فرعون سے مراد فرعون اور اس کی قوم ہے کہ فرعون کے نام کی تصریح کو چھوڑ دیا۔ چونکہ ان کے ذکر کرنے سے اس کے نام کی تصریح کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ آل فرعون سے وہ زیادہ بدتر تھا اور آل فرعون سے فرعون مراد ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ افضل ہے۔
ترجمہ ۱۔ عبادت۔ تفسیر (فتح البیان) نواب صدیق حسن خان ص ۲۰۲ جلد ثامن (۸)

دوسرا حوالہ جماعت المسلمین کی خدمت میں احسن التفسیر کا
یت حاصل مطلب ہے۔
کہ قیامت سے پہلے تو فرعون اور اس کے ساتھیوں کو ان کا دوزخ کا ٹھکانا صبح و شام دکھایا جائے گا اور قیامت کے دن ان کو گھیرا جائے گا کہ وہ اس ٹھکانے میں جا کر رہے ہیں۔ (فرز احسن التفسیر ص ۲۰۲ جلد)

یہاں ہمارے خیال میں مناسب ہے کہ شوکانی صاحب نیل الاوطار کی تفسیر کا حوالہ بھی جماعت المسلمین کی خدمت میں پیش کر دیا جائے کیونکہ نیل الاوطار کے حوالہ سے جماعت المسلمین کی کتابیں بھری پڑی ہیں بالخصوص ان کی رہنما کتاب ”تلاش حق“ کے ص ۱۸۹ پر لکھا ہے۔
”نیل الاوطار بڑے پایہ کی کتاب ہے۔ یہ منتقی الاخبار کی شرح ہے۔ شارح ہر حدیث پر وضاحت سے بحث کرتے ہیں۔ صحیح ہے یا ضعیف، مطلب کیا ہے؟ وغیرہ۔“

شوکانی صاحب کی نیل الاوطار کی تفسیر کا حوالہ

بنی اسرائیل (وہا قی بال فرعون سوء العذاب) ای احاط بهم ونزل علیہم سوء العذاب . قال الکسائی یقال حاق بحیق حقا و حیوفا اذا نزل ولزم . قال الکلبی : غرقوا فی البحر ودخلوا النار ، والمراد بال فرعون : فرعون وقومه ، وترك التصريح به للاستغناء بذکرهم عن ذکره لکونه اولی بذلک منهم . أو المراد بال فرعون فرعون نفسه ، والا لاولی لانهم قد عذبوا فی الدنیا جعلا بالفرق ، وسیعذبون فی الآخرة بالنار . ثم بین سبحانه ما أجله من سوء العذاب ، فقال (النار یعرضون علیہا غدواً وغشیا)

(بصر ۲۸۱ جلد رابع)

ترجمہ۔ (اور آل فرعون خود بدترین عذاب سے پھر میں آگئے) اللہ کے عذاب نے ان کو گھیر لیا اور ان پر نازل ہوا۔ کسائی نے کہا۔ کہا جاتا ہے حاق بحیق حقا و حیوفا جب کوئی چیز نازل ہو یا لازم ہو۔ بھی کہتا ہے کہ دریا میں فرق کر دیئے گئے اور آگ میں داخل ہو گئے۔ آل فرعون سے مراد فرعون اور اس کی قوم ہے کہ فرعون کے نام کی تصریح کو چھوڑ دیا چونکہ ان کے ذکر کرنے سے اس کے نام

کی تصریح کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ آل فرعون سے وہ زیادہ بدتر تھا۔ اور آل فرعون سے صرف فرعون مراد ہے۔ لیکن پہلی بات زیادہ افضل ہے۔

ترجمہ ۱۔ عبارت تفسیر (فتح القدیر ص ۸۱ جلد رابع) شوکانی صاحب نیل الاوطار

مندرجہ بالا حوالے تو جماعت المسلمین کی رہنما کتاب "تلاش حق" کی رہنمائی میں دیئے گئے ہیں۔ اب جماعت المسلمین کے عام افراد کی خدمت میں دوسرے حوالے بھی اس امید پر پیش کئے جاتے ہیں کہ شاید ان میں سے کوئی اللہ سے ڈرنے والا جہنم کی آگ سے بچنا چاہتا ہو اور ان کی اصلیت سے واقف ہو کر اپنے لئے صحیح راہ منتخب کر لے۔ ملاحظہ ہو ہفت روزہ "الاعتصام" ۳۰ نومبر ۱۹۸۶ء میں صفحہ ۱۸ پر کوئی ایڈیٹر "محدث" بنارس (انڈیا) کے مضمون "قرآن مجید اور عذاب قبر" کا حوالہ جو ہندوستان میں "ادارہ احیاء الاسلام" (ہریانہ) نے کتابی صورت میں بھی شائع کیا ہے۔

یہ تو معلوم ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل کے بچا کر فرعون اور اس کی قوم کو جس عذاب میں گھیرا گیا تھا وہ دیا میں ڈبوئے جانے والا عذاب ہے جس سے پورا فرعونی لشکر مڑ کر ختم ہو گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کے مڑ جانے کے بعد اور قیامت قائم ہونے سے پہلے ان کے بارے میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر یہ عذاب برزخ نہیں ہے تو کون سا عذاب ہے۔ ؟

یہاں ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کو یہ عذاب کیوں دیا جا رہا ہے ؟ جواب صاف ہے ان کا قصور قرآن میں جگہ جگہ یہی بتایا گیا ہے کہ انہوں نے سرکشی کی۔ یعنی اللہ اور اس کے نبیوں پر ایمان نہیں لائے، ان کی اطاعت و پیروی نہیں کی۔ شرک و بت پرستی اور نافرمانی و تکبر کی راہ پر چلتے رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان برائیوں اور ان جرائم کی وجہ سے جب فرعون اور اس کی قوم کو عالم برزخ میں عذاب ہو رہا ہے تو جو لوگ اور جو قومیں یہی تصور کر کے دنیا سے جائیں گی انہیں عالم برزخ میں عذاب کیوں نہیں ہو گا ؟ کیا اللہ بے انصاف ہے کہ قوم فرعون نے ایک جرم کیا تو انہیں عذاب دے رہا ہے لیکن وہی جرم دوسری قومیں کریں گی تو انہیں عذاب نہیں دے گا ؟ (نور عبارت ص ۱۵) "الاعتصام" ص ۱۵ "قرآن مجید اور عذاب قبر" ص ۳۳

علامہ خواجہ ابوالشکور سامی اپنی کتاب تمہید مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۱۲۵

میں فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ عذاب قبر مومنوں کے لیے جائز
(جو گنہگار ہیں) اور کفار کے لیے واجب ہے جیسے فرعونوں کے پاس
میں قرآن پاک میں ہے کہ فرعون اور اس کی قوم پر صبح و شام آگ پیش
کی جاتی ہے۔

نور الہدٰی ص ۱۰۸ ج ۱۰ مئی ۱۹۸۵ء

یہ اصول حوالے ایچ دیٹ مسک کے رسالوں کے ہیں جو عقائد میں پوری طرح جماعت المسلمین کے ہم خیال ہیں اور ان دونوں رسالوں میں ڈاکٹر
عثمانی صاحب پر تنقید بھی شائع ہو چکی ہے لیکن جنون مخالفت میں "تحریر قرآن" کا یہ شاندار کارنامہ انجام دینے کی توہین صرف جماعت المسلمین ہی کو حاصل
ہوئی۔ اسی لئے ہم نے اسے جماعت المسلمین کے عام افراد کی معلومات کے لئے پیش کیلئے درد نہ تو اس کے لئے ان کے امام ابن تیمیہ کا جواب ہی کافی تھا۔
اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو۔ جس اعتراض کو جماعت المسلمین نے ترجمان "المسلم" کے مضمون نگار نے پیش کیا ہے۔ اس کا رد جس طرح سے
ان کے امیر المسلمین کی تفسیر میں موجود ہے اسے بھی دیکھ لیں تاکہ ان کی قرآن فہمی میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔ دیکھئے کس طرح قرآن مجید کی سورہ بقرہ
کی آیات (۳۰-۳۱) کا ترجمہ کرتے ہوئے امیر المسلمین نے اپنی طرف سے قرآن مجید میں اضافہ کیا ہے اور پھر کس طرح اس کی تفسیر کرتے ہوئے اپنی
وائے سے اس کا منہم بیان کیا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۖ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَیَنۡفِیۡ
نَسِیۡجَۃً بِحَمِیۡدِكَ ۚ وَتَعۡزِیۡسُ لَكَ ۖ قَالِ اِنِّیۡۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوۡنَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ
عَرَضَہُمۡ عَلَی الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢ یُّکُوۡۤفُوۡۤا بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ کُنۡتُمْ مُّسْلِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾

ترجمہ: اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر
کرنے والے ہیں جو اس میں فساد اور خوہر زری کرے۔ ہم آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں جو
کچھ تم نہیں جانتے۔ پھر اللہ نے آدم کو ساری چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا۔ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں
کے نام بتاؤ۔

امیر المسلمین کا ترجمہ

ترجمہ

اور (اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں
ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا (اے اللہ) کیا تو زمین میں ایسے شخص کو خلیفہ
بنارہا ہے جو زمین میں فساد مچائے اور خوہر زری کرے (خلیفہ بنائے جانے کے تو ہم مستحق ہیں اس

لئے کہ) ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں (فساد و خوہر زری سے بالکل مبترا ہیں)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (میں اس کی حکمت سے واقف
ہوں، تمہیں اس کا علم نہیں) ﴿۳۰﴾ پھر اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھادئے، پھر ان
چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تم (استحقاقِ خلافت کے دعوے میں) سچے
ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ ﴿۳۱﴾

(ذو تفسیر "قرآن عزیز" ص ۱۹۷، ۱۹۸)

ہم پوچھتے ہیں امیر المسلمین اور ان کے ترجمان المسلم کے مضمون نگار سے کہ تو سین کے درمیان کی یہ عبارات ”خلیفہ بنائے جانے کے تو ہم مستحق ہیں اس لئے کہ“ اور ”استحقاق خلافت کے دعوے میں“ قرآن مجید کے کئی الفاظ کا ترجمہ ہیں۔ یہاں ہم ”المسلم“ اشاعت نمبر ۲، اکتوبر ۱۹۸۶ء کے مضمون نگار کے الفاظ کو نقل کرنے کے بعد جو انہوں نے ڈاکٹر عثمانی کے متعلق تحریر فرمائے ہیں۔

ان کے امیر المسلمین نے سورۃ البقرہ کی مذکورہ بالا آیات کی جو تفسیر کی ہے وہ بھی پیش کر رہے ہیں تاکہ ان کا اپنے بائیس میں دہرا معیار اور تضاد واضح ہو جائے۔

فائدہ: کرم آپ کے سامنے دونوں ترجمے ہیں آپ خود ہی فیصلہ نہیں کہ کون سا ترجمہ صحیح ہے اور کونسا ترجمہ محرف ہے۔
نوٹ: کے ترجمے میں وہ ”مذہب“ لفظ اور تو سین (۱) کے درمیان کی عبارت معنی خیز اور قابل غور ہیں یعنی انہوں نے

نوٹ ”المسلم“ اشاعت نمبر ۲، اکتوبر ۱۹۸۶ء (ص ۳۸)

امیر المسلمین کی تفسیر ملاحظہ ہو

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی تمجید اور تقدیس بیان کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا تھا، وہ تمجید اور تقدیس میں اپنا وقت گزارا کرتے تھے اور اسی بنیاد پر وہ اپنے آپ کو خلافت ارضی کا اہل سمجھتے تھے۔ اگرچہ انہوں نے صراحتاً اس بات کا ذکر نہیں کیا لیکن ان کے دل میں یہ خیال موجود تھا۔ (نوٹ و تفسیر قرآن حصہ ۲ ص ۲۲)

کیا امیر المسلمین اور ان کے ترجمان ”المسلم“ کے مضمون نگار یہ بتانا گوارا کریں گے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ فرشتے۔

”اپنے آپ کو خلافت ارضی کا اہل سمجھتے تھے“ یا ”ان کے دل میں یہ خیال موجود تھا“

تو ان کو یہ ذیاب کی باتیں اور فرشتوں کے دل کا حال کیسے معلوم ہو گیا، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خدمت میں ان کی جماعت کی شائع کردہ کتاب منہاج المسلمین ص ۱۳۵ کی یہ عبارت بھی پیش کر دی جائے تاکہ ان کو اپنے تسلیم شدہ اصولوں کی روشنی میں بات سمجھنے میں آسانی ہے۔

آیات متشابہات کے مطالب کی جستجو کرے۔ لے تفسیر اپنی رائے سے نہ کرے۔ لے
جس چیز کا علم نہ ہو سکے اس کے صحیحہ نہ کرے لے تفسیر قرآن مجید میں اختلاف اور جھگڑا نہ کرے۔ لے

(نوٹ منہاج المسلمین ص ۱۲۵)

اب جماعت المسلمین اور ان کے امام ابن تیمیہ کی تحریر کا ایک اور تقابلی جائزہ ملاحظہ ہو جو نماز میں سکناٹ کرنے کے متعلق ہے۔ پہلے جماعت المسلمین کی رہنما کتاب تلاش حق ص ۱۸۱ کی عبارت دیکھئے۔

لہذا ان سکوتوں کی رعایت برائے

مقتدیان اللہ کے رسولؐ کی سنت ہے اور ہم اس پر عمل کرتے ہوئے فخر کرتے ہیں

اور جو مقتدیوں کی رعایت نہ کرے یعنی مقتدیوں کی قرأت کے لئے سکناٹ نہ کرے اسے بدعتی

سمجھتے ہیں۔ نوٹ تلاش حق ص ۱۸۱

گویا اس کتاب نے یہ رہنمائی کی ہے کہ کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے لئے جو امام سکناٹ نہ کرے وہ بدعتی ہے۔

چونکہ جماعت المسلمین کی شائع کردہ کتب اور تفسیر میں ناصر الدین البانی کی کتب کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ اس لئے مناسب

معلوم ہوتا ہے کہ ان کی کتاب سے ہی ان تیسرے کا فتویٰ، مسکات کے بارے میں مع ناصر الدین البانی نے کی تھی

والا عرف هذا خلاصة الشافعية في هذا الحديث على استعمالهم فيكون للإمام بقدر ما يقرأ في التمام القامحة ، وذلك لوجه الأول : ضعف سند الحديث الثاني : اضطراب متنه الثالث : أن الصواب في السنة الثانية فيه أنها قبل الركوع بعد الفراغ من القراءة كلها لا بعد الفراغ من القامحة

الرابع : على إخراجها أنها أعني السنة بعد القامحة ، فليس فيه أنها طوية بمقدار ما يتمكن للتدريج من قراءة القامحة ! ولذا صرح بعض المحققين بأن هذه السنة الطوية بدعة لخال شيخ الإسلام ابن تيمية في : الفتاوى ، ١/ ١٤٦ - ١٤٧ : ولم يستحب أحد أن يسكت الإمام لقراءة التمام ، ولكن بعض أصحابه استحب ذلك ، ومعلوم أن النبي ﷺ لو كان يسكت سنة تسع لقراءة القامحة لكان هذا مما تنزه الله عنه ولو ادعى على نفسه ، فسلم بطلان حديثه ، علم أنه لم يكن ، وإدعاء لو كان الصحابة كلهم يقرؤون القامحة عليه ﷺ ، إما في السنة الأولى ولما في الثانية لكان هذا مما تنزه الله عنه ولو ادعى على نفسه فكيف ولم يلق أحد من الصحابة أنهم كانوا في السنة الثانية يقرؤون القامحة ، مع أن ذلك لو كان شرعاً لكان الصحابة آمنوا فاس بانه ، فلم أنه بدعة

الحث : وما يزيد عدم سكونه ﷺ تلك السنة الطوية قول أبي هريرة رضي الله عنه : كان رسول الله ﷺ إذا كبر للصلاة سكت عليه ، فقلت : يا رسول الله لو أن سكتك بين الكبر والقراءة ماذا تقول ؟ قال يقول : اللهم يا عبد بني وبين مطاوعتي ... الحديث فلو كان رسول الله ﷺ يسكت تلك السنة بعد القامحة بمقدار ما سأله عنها كما سأله عن هذه

٥٤٧ - (كان للنسبي ﷺ مسكتان ، مسكتة حين يكبر ، ومسكتة حين يفرغ من قراءته)

ضعيف - أخرجه البخاري في : جزء القراءة ، (ص ٢٢) وأبو داود والترمذي وابن ماجه وغيرهم من حديث الحسن البصري عن مسرة بن جندب وهذا سند ضعيف أنه الباقضي في سنة (١٢٨) بالانقطاع قال عقب الحديث : الحسن مختلف في مسامحة من مسرة ، وقد سمع منه حديثاً واحداً ، وهو حديث الضيقة قلت : ثم مر على صلاة لقره مدلس كما سبق فيه على ذلك مرداً ، ولم أجد تصريحه بمسامحة لهذا الحديث بعد مزيد البحث والتفتيش عن طريقه إليه ، فلو سلم أنه ثبت مسامحة من مسرة لغير حديث الضيقة ، كما ثبت مسامحة لقا ، كما لا يخفى على المختصين بعلم السنة المطهرة ثم إن الحديث علة أخرى وهي الاضطراب في متنه

ففي هذه الرواية أن السنة الثانية عليها بعد الفراغ من القراءة ، وفي رواية ثانية : بعد الفراغ من قراءة القامحة ، وفي أخرى بعد الفراغ من القامحة وسورة الحمد الركوع وهذه الرواية الأخيرة هي الصواب في الحديث لوضوح ، لأنه أطلق عليها أصحاب الحديث ، يونس ، وألفعت ، وسعيد الطويل ، وقد سكت روايتهم في ذلك في : ضعيف من أبي داود (١٢٨ و ١٢٩) ونقلت فيه من أبي بكر الصمصام أنه قال : هذا حديث غير ثابت ، فبعد مسرة علة الحديث لا بلغت الضعف إلى قول من حسه

الاحاديث الضعيفة والموضوعة ص ٢٥ جلد ثانی

(ترجمہ) بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے نماز میں دوبارہ خاموش ہونا پہلی بار تکبیر کے بعد اور دوسری بار قرأت سے فارغ ہونے کے بعد۔

(البانی کہتا ہے) یہ ضعیف روایت ہے اس کو بخاری نے جزا القراءہ ص ٢٣ پر نقل کیا ہے اور ابوداؤد ، ترمذی ، ابن ماجہ وغیرہم نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ حسن البصری عن سمرہ بن جندب سے اور یہ سند ضعیف ہے۔ اس کا ضعف بیان کیا ہے وارقطنی نے اپنی سنن میں ص ١٣٨ پر کہ یہ منقطع ہے۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حسن کا سمرہ سے سماع ہی مختلف یہ ہے۔ لیکن فی الحقیقت ان سے سماع ہے صرف ایک حدیث کا اور وہ ہے عقیقہ والی حدیث۔

البانی کہتے ہیں اس تنقید کے علاوہ حسن باوجود اپنی عقول کے حدیث میں اور یہ بات بار بار کہتا آ رہا ہوں اور باوجود پوری محنت و تفتیش اور تمام طرق کھنگالنے کے اس حدیث کے سماع کی صراحت مجھے نہیں ملی۔

اس کے علاوہ اس کے متن میں اضطراب خود بہت بڑی علت ہے۔

ایک روایت تو ہے کہ مسکت ثانیہ قرأت سے فارغ ہونے کے بعد ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ قرأت فاتحہ کے بعد ہے۔

تیسری روایت میں یہ ہے کہ فاتحہ اور سورۃ کے بعد رکوع کے وقت مسکت ثانیہ ہے اور یہ آخری روایت زیادہ اچھی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ چونکہ اس پر حسن کے ساتھیوں یونس ، اشعث اور حمید الطویل نے اتفاق کیا ہے اور ان کی روایات صحیح نہیں۔

میں نے اپنی کتاب ضعیف سنن ابوداؤد میں حدیث نمبر ١٣٥ اور ١٣٨ میں اس روایت پر گفتگو کی ہے اور وہاں میں نے جصاص کا قول بھی نقل کیا ہے کہ یہ غیر ثابت حدیث ہے

بہر حال حدیث کی علت جاننے کے بعد کوئی مصنف مزاج اس قول کو تسلیم نہیں کر سکتا جس میں اس حدیث کی تحقیر کی گئی ہے۔ جب آپ کو اس کا علم ہو گیا اب شافعیہ کے لئے اس حدیث میں کوئی تاثر باقی نہیں رہتی کیونکہ

۱۔ حدیث کی سند میں ضعف ہے

۲۔ متن میں اضطراب ہے۔

۳۔ صحیح حصہ ثانیہ کے متعلق رکوع سے قبل اور فاتحہ اور سورۃ پڑھنے کے بعد کا ہے نہ کہ فاتحہ کے پڑھنے کے بعد۔

۴۔ اس وجہ سے بالغرض اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ سکتہ فاتحہ کے بعد ہے تو اس میں تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ اتنا طویل نہیں ہو سکتا جس میں مقدمہ سورۃ فاتحہ کی قرأت پوری کرے۔

اسی لئے بعض محققین نے تصریح کی ہے کہ یہ سکتہ طویل بدعت ہے جیسا کہ ابن تیمیہ نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے۔ وہ کہتے ہیں:۔
(۲/۱۴۷ - ۱۴۶) امام احمد کے نزدیک یہ مستحب نہیں ہے کہ امام صلوٰۃ، مقدمہ کے پڑھنے کے لئے سکتہ کرے۔ البتہ بعض حنابلہ اس کے استحباب کے قائل ہیں حالانکہ یہ معلوم ہے۔ اگر نبیؐ اتنا طویل سکتہ فرماتے جس میں قرأت فاتحہ کر لینی ممکن تھی تو یہ ایسی بات تھی جس کو نقل کرنے والے بہت سے لوگ ہوتے اور جب ایسی بات کوئی بھی نقل نہیں کر رہا تو معلوم ہوا ایسا ہوا ہی نہیں۔

مزید یہ کہ اگر صحابہ کرامؓ سب کے سب آپؐ کے پیچھے فاتحہ پڑھا کرتے چاہے سکتہ اولیٰ میں چاہے سکتہ ثانیہ میں۔ یہ بات بھی ایسی تھی کہ اس کو بہت سے لوگ نقل کرتے جب کہ صورت حال یہ ہے کہ ایک صحابیؓ سے بھی یہ منقول نہیں کہ وہ سکتہ ثانیہ میں قرأت فاتحہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ اگر یہ بات شرعاً ہوتی تو صحابہ کرامؓ اس کی معلومات رکھنے کے سب سے زیادہ مستحق تھے۔

”لہذا ثابت ہوا کہ یہ بدعت ہے“

(البانی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں سکتہ ثانیہ میں آپؐ کا طویل سکوت نہ کرنا ابو ہریرہؓ کے اس ارشاد سے بھی ثابت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے بعد چپ رہتے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان آپؐ کیا کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں کہتا ہوں ”اے اللہ دوری ڈال دے میرے اور میرے گناہوں کے درمیان۔۔۔“ الحدیث

تو اگر آپؐ سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کی مقدار یہ سکتہ فرماتے تو صحابہ کرامؓ آپؐ سے اس کے متعلق بھی سوال کرتے جیسا کہ اس مؤرخ رسولؐ کی عبارت (الاحادیث الضعیفہ والموضوعۃ جلد ثانی ص ۲۵ حد ۲۶)

نام الدین البانی نے ابو ہریرہؓ کی جس روایت کا ذکر کیا ہے اسے بھی دیکھ لیں۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ

جو چیز تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھی جائے اس کا بیان

پہلی فصل

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان چپ رہتے میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ میرا باپ آپؐ پر قربان ہو تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان آپؐ کیا کہتے ہیں فرمایا میں کہتا ہوں اے اللہ دوری ڈال میرے اور میرے گناہوں کے درمیان جس طرح تو نے مشرق و مغرب میں دوری رکھی۔ اے اللہ پاک کر مجھ کو گناہوں سے جیسے پاک کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل سے اے اللہ دھو ڈال میرے گناہوں کو پانی برف اور اولوں کے ساتھ۔ (متفق علیہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ سَكَاتًا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَأَمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ سَكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَبَيْنَ الْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ تَقَيَّ مِنْ الْخَطَايَا كَمَا تَقَيُّ الشُّوْبُ لَا يَضِيقُ مِنَ النَّاسِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالتَّلَاجِ وَالْيَرَجِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(مشکوٰۃ مترجم جلد اول ص ۱۵۵ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یہاں یہ بتا دینا بھی مناسب ہے گا کہ بخاری و مسلم کی ابو ہریرہؓ سے مروی اس متفق علیہ روایت جس کا حوالہ ناصر الدین البانی نے دیا ہے، لا جماعت المسلمین کی شائع کردہ کتب ”صلوٰۃ المسلمین جو نماز سے متعلق ہے اور ”دعوات المسلمین“ جو دعاؤں سے متعلق ہے، میں ذکر نہ کیا گیا۔ ایک ایسی دعا جو نماز میں بکیر تحریر کے بعد پڑھنے سے متعلق ہے اور متفق علیہ روایت سے ثابت ہے، نماز کی کتاب میں اس کا ذکر تک نہ کرنا کیا حیرت کی بات نہیں؟ اور یہ کہ دعاؤں کی کتاب میں جہاں بکیر تحریر کے بعد دعا پڑھنے کا ذکر کیا گیا ہے، اس کا تذکرہ تک نہ کیا جائے؟ کیا صرف اس لئے کہ بخاری و مسلم کی اس متفق علیہ روایت کا ذکر کرنے سے سکات کا سارا زور ختم ہو جاتا؟ کیوں کہ اس متفق علیہ روایت میں ایک سکتہ کا ذکر ہے اور یہ بھی کہ اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا پڑھتے تھے اور بخاری و مسلم کی روایات کے متعلق ”رہنما“ کتاب ”تدشش حق“ کے ص ۱۹۰ - ۱۹۱ پر یہ بتایا گیا ہے کہ:-

”صحیح بخاری و صحیح مسلم جیسی کتابوں کا تو صرف ترجمہ بھی کافی ہے نہ ان میں صحت و ضعف کا جھگڑا ہے نہ تاج و منور کا۔ ہر چیز صاف ہے اور جو چیز ان کے خلاف ہے وہ یا تو ضعیف ہوتی ہے یا اس کا محل دوسرا ہوتا ہے۔“
اور اب صاف ظاہر ہے کہ وہ سکات والی روایت بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت کے خلاف ہے۔

چنانچہ ہم جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان ”المسلم“ کے مضمون نگار سے یہ پوچھنے کی جسارت کریں گے کہ وہ اپنے امام ”ابن تیمیہ“ کے متعلق جن کا فتویٰ یہ ہے کہ امام کا مقتدی کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے لئے ”سکتہ کرنا بدعت ہے“ کیا رائے رکھتے ہیں جب کہ بدعت کے متعلق جماعت المسلمین کا فتویٰ ہے کہ ”بدعت کفر ہے“ ”بدعت مشرک ہے“
کن کچھ بدعت (شُرک کی ایک قسم) اشاعت نمبر ۸۰ (ص ۷۷) (ص ۸۰)

اور ہر سکتہ نہ کرنے والے کے متعلق جماعت المسلمین کی کتاب ”تلاش حق“ کے حوالے سے یہ بات آچکی ہے کہ ”وہ جیدعتی ہے“ اور بدعتی کے متعلق جماعت المسلمین کا کہنا یہ ہے کہ ”بدعتی سے جہاد کا نا ضروری ہے، نہ یہ کہ اس سے دوستی کرے، اس کو امام بنائے وغیرہ وغیرہ یہ کام تو جہاد کے قطعاً منافی ہیں (توحید المسلمین ص ۲۸۸)۔

اب جماعت المسلمین اور ان کے امام ”ابن تیمیہ“ میں سے کون بدعت کی وجہ سے ان کے فتوے کی دوسے کافر اور مشرک بنتا ہے۔ اس کا فیصلہ ہم جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان ”المسلم“ کے مضمون نگار پر چھوڑتے ہیں۔ اور اگر وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے تو ہم انہیں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ قرآن مجید میں دکھا دیتے ہیں۔

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝

”جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ہی کافر ہیں۔“

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

”جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ہی ظالم ہیں۔“

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

”جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ہی فاسق ہیں۔“ (سورہ المائدہ (آیات ۴۴ - ۴۵ - ۴۶))

اس کے بعد مشہور مونی ”عزالی“ اور ان کی تصنیف ”احیاء العلوم“ جو تصوف کی مشہور و معروف کتاب ہے اور تبلیغی نصاب اور اس تعلیم سے جماعت المسلمین کا ایک تقابلی جائزہ ملاحظہ فرمائیے:

کیونکہ جماعت المسلمین کی طرف سے تبلیغی جماعت پر ایک تنقیدی کتابچہ ”تبلیغی نصاب اور شرک“ شائع کیا جا چکا ہے۔

حیرت اور تعجب کی بات یہ ہے کہ جو واقعات تبلیغی نصاب میں ہیں انہیں تو جماعت المسلمین کفر و شرک سمجھتے ہیں لیکن اسی طرح کے ہمارے واقعات بلکہ تبلیغی نصاب سے کہیں زیادہ کفر و شرک اور بدعت سے بھرپور ”عزالی جیسے مونی کی کتاب“ ”احیاء العلوم“ (جو تصوف کی بدترین کتاب ہے) اور دوسری

کتاب میں موجود ہیں مگر ان پر اس طرح تنقید نہیں ہوئی کہی اللہ اور رسول پر ایمان لانے والوں کا یہی کردار ہونا چاہیئے ؟
آئیے جماعت المسلمین کے شائع کردہ کتابچے ”تبلیغی نصاب اور شرک“ اور غزالی کی ”احیاء العلوم“ کی عبارات پر ایک نظر ڈالیں لیکن اس سے پہلے جماعت المسلمین کی کتاب ”تلاش حق“ ص ۹۵، ان کے ترجمان المسلم شماره ۳ ص ۲۲ اور ”تبلیغی نصاب اور شرک“ ص ۵ میں مذکور تصنیفات غزالی اور ”تبلیغی نصاب“ کے بارے میں ان کے تبصروں کو بھی دیکھتے چلیں۔

تصنیفات غزالی

جواب :- امام غزالی کی تصانیف بہت عمدہ ہیں۔ بڑی دلکش ہیں۔ دل کو مرنے اور صفات کرنے والی ہیں۔ ہاں ان کی بعض کتابوں میں مثلاً احیاء العلوم میں ایک شخص بھی ہے کہ ضعیف بلکہ موضوع حدیث میں بھی تسل کر جاتے ہیں۔ علمائے وقت نے ان کی زندگی ہی میں ان پر بڑی سخت تنقید کی اور ان کو کوس سجھاری پڑھنے کا مشورہ دیا۔
مغرض بعد میں وہ صحیح بخاری کی طرف متوجہ ہوئے جس کی اشکال کے وقت صحیح بخاری ان کے سینے پر بھی ماحیاء العلوم کو اس کی تخریج کے ساتھ پڑھا جائے تو یقیناً دور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تخریج میں ہر حدیث پر بحث کی گئی ہے۔

۳۔ تبلیغی نصاب میں کئی مقامات پر شرکیہ اقوال و افعال درج ہیں۔ ڈر ہے کہ کہیں کوئی شخص ان کو پڑھ کر ان کے مطابق اپنا عقیدہ نہ بنالے۔
نوٹ تبلیغی نصاب اور شرک ص ۵

نوٹ کتاب تلاش حق ص ۹۵

یاد رہے کہ تبلیغی نصاب کو مسجدوں میں پڑھنا تبلیغی معصرت کے لئے لازمی ہے اس لئے۔
کہ یہ تبلیغ کے نصاب میں شامل ہے جس میں شرک کفر کے بے شمار واقعات ایسے ہیں جنہیں میں مسجدوں میں دانستہ پڑھا کر تاحیات بال کتاب سنت کے علمبرداروں کو ہوش آجائے مگر کچھ کسی نے ٹوکا تک نہیں کہ ان کے بزرگ مرنے کے بعد کیسے زندہ ہو جایا کرتے تھے یعنی مرنے کے بعد بھی نہیں مرتے تھے فقط نقل مکانی کر جاتے تھے یہ اسے کرامات اولیاء کچھ کر سہ دھتے رہتے

جماعت المسلمین کے شائع کردہ کتابچے تبلیغی نصاب اور شرک اور صوفی غزالی کی کتاب ”احیاء العلوم“ (جس کا اردو ترجمہ دارالاشاعت کراچی نے شائع کیا ہے) کا تقابلی جائزہ :-

۱۔ ”تبلیغی نصاب اور شرک“ میں مذکور ”تبلیغی نصاب“ کی عبارت اور اس پر جماعت المسلمین کا تبصرہ :-

۲۔ ابو علی روز باری کہتے ہیں کہ ایک فقیر میرے پاس عید کے دن آیا بہت غصہ حال پڑا نہ کپڑے۔ کہنے لگا یہاں کوئی پاک صاف جگہ ایسی ہے جہاں غریب فقیر رہ جائے۔ میں نے لا پرواہی سے لغو سمجھ کر کہہ دیا کہ اندھا آجا اور جہاں چاہے پڑے کہ مر جا۔ وہ اندر آیا، وضو کیا، چند رکعت نماز پڑھی اور لیٹ کر مر گیا۔
(نوٹ تبلیغی نصاب اور شرک ص ۵)

تاریخین کرام غور فرمائیں کہ ان دونوں واقعوں میں کس قدر قرآن حکیم کا انکار لازم آتا ہے۔
دوسرے واقعہ میں یہ بیان کیا گیا کہ ایک فقیر کو اپنے مرنے کا علم پہلے سے ہو گیا اس نے اپنے لئے جگہ کاغذیں کر لیا اور مر گیا۔ (نوٹ تبلیغی نصاب اور شرک ص ۵)

غزالی کی احیاء العلوم (اردو ترجمہ شائع کردہ دارالاشاعت کراچی کی عبارت :-

اور بعض اکابر کہتے ہیں کہ میں نمشاہ و نبوری کی خدمت میں تھا کہ اتنے میں ایک فقیر آیا اور اسلام علیکم کہہ کر بول چہا کہ یہاں کوئی صاف و شستہ جگہ ہے جس میں آدمی مر سکے لوگوں نے اس کو ایک جگہ بتائی کہ پانی کے کنارے بہر حق اس فقیر نے تازہ وضو کیا اور کچھ رکعتیں پڑھیں بعد اس کے اس جگہ میں گیا اور پاؤں پھیل کر مر گیا اور ابوالعباس دیںوری اپنی مجلس میں کچھ فرما رہے تھے کہ ایک عورت کو حال آیا اور چیخ ماری آپ نے اس کو فرمایا کہ مر جا کہ وہ عورت اٹھی اور دروازے تک پہنچ کر آپ کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا کہ لو میں مر گئی اور مردہ ہو کر گر پڑی

(نوٹ احیاء العلوم مترجم جلد چہارم ص ۶۷۹)

کیا غزالی کی احیاء العلوم میں مرقوم القنوں واقعات سے قرآن حکیم کا انکار لازم نہیں آتا ہے؟ اور ان واقعات سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ فیر کو اپنے مرنے کا علم پہلے سے ہو گیا۔ اس نے اپنے لئے جگہ کا تعین کر لیا اور مر گیا اور اسی طرح دوسرے واقعہ میں عورت کو اپنے مرنے کا علم ہو گیا۔

۲۔ "تبلیغی نصاب اور شرک" میں بیان کیا گیا "تبلیغی نصاب" کا واقعہ اور اس پر جماعت المسلمین کی تنقید :-

مولوی زکریا صاحب لکھتے ہیں :-
 ۵۔ "عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سنی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دور کا سفر تھا۔ رات کو وہاں ٹھہرے۔ ان میں سے ایک شخص نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تُو اپنے اونٹ کو میرے بجائے اونٹ کے بدلے میں فروخت کرتا ہے۔ دیکھتی اونٹ اعلیٰ قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے جو اس قیمت پر نہ تو ترکہ میں چھوڑا جاتا۔
 خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کر لیا۔ وہ صاحب قبر اٹھا اور اس کے اونٹ کو ذبح کر دیا جب یہ اونٹ والا اٹھ بھاگتا تو اس کے اونٹ کے خون جاری تھا۔ اس نے اٹھ کر اسے ذبح کر دیا کہ اس کی زندگی کی امید نہ رہی تھی اور گوشت تقسیم کر دیا۔ سب نے پکایا کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس برگئے۔ جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بھتی اونٹ پر سوار ملا۔ جو یہ تحقیق کر رہا تھا کہ فلاں نام کا شخص تم میں کون ہے۔ اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اس نے پوچھا کہ تُو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصہ سنایا۔ جو شخص بھتی اونٹ پر سوار تھا اس نے کہا وہ میرے باپ کی قبر تھی۔ یہ اس کا بھتی اونٹ ہے۔ اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تُو میری اولاد ہے تو میرا بھتی اونٹ فلاں شخص کو دے دے اتیرا نام لیا تھا۔ یہ بھتی اونٹ تیرے حوالہ ہے۔ یہ کہہ کر وہ اونٹ دے کر چلا گیا (اتفاہ) (فروغ عبارت "تبلیغی نصاب اور شرک" ص ۱۱۰)"

تنقید

قاریین کرام اس واقعہ کو دوبارہ پڑھیں اور پھر قرآن و حدیث کے فیصلہ پر غور کریں۔
 آئے کی اجازت نہیں ملتی اگرچہ وہ چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر دنیا میں فرما دے کے لئے لوٹایا جائے

قاریین غور فرمائیں کہ جب مرنے کے بعد دنیا میں آنے کی اجازت ہی نہیں ملتی تو یہ بزرگ دنیا میں کس طرح آکر اونٹ ذبح کرتے ہیں اور کس طرح مہمانوں کی دعوت کرتے ہیں۔
 قرآن و حدیث کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی شخص دنیا میں نہیں آسکتا۔
 شہید جو کہ عام مرنے والوں پر فوقیت رکھتا ہے اس کو بھی دنیا میں واپس غزالی کی احیاء العلوم میں بیان کیا گیا واقعہ (بھتی اونٹ کے بجائے گھوڑے کا ذکر) :-
 (فروغ عبارت "تبلیغی نصاب اور شرک" ص ۱۱۰)"

اور روایت ہے کہ قافلہ عرب کا اپنی قوم کے کسی سخی کی قبر کی زیارت کو گیا اور دور سے چل کر اطلاع پہونچا سب لوگ اس کی قبر کے پاس نزو کش ہو گئے اس سخی کے یہاں ایک گھوڑا تھا بہت عمدہ تمام قوم میں مشہور تھا جب یہ لوگ رات کو سوئے تو ان میں سے ایک شخص نے اسی مردے کو خواب میں دیکھا کہ یوں کہتا ہے کہ تُو اپنا اونٹ میرے گھوڑے سے بدل لے تو میں تُو کو ذبح کر دوں اور اونٹ لے کر تم لوگوں کی ضیافت کروں اس نے جواب دیا بہت اچھا پھر یہ دیکھا کہ وہ مردہ اس اونٹ کی طرف گیا امداس کو ذبح کر ڈالا اور یہ اونٹ خوب فروخت ہوا اتنے میں اس شخص کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعہ میں اونٹ کی گردن سے خون جاری ہے اس نے اٹھ کر اس کو ذبح کیا اور صاف کر کے گوشت قافلہ میں تقسیم کیا سب نے کھائی کروڑوں سے مراجعت کی دوسرے دن رات میں ان کو چند سوار ملے ایک نے ان میں سے قافلہ والوں سے پوچھا کہ تم میں فلاں نام کا شخص کون سا ہے اور وہی نام لیا جو خواب میں دیکھنے والے کا تھا اس نے جواب دیا کہ وہ شخص میں ہوں اس سوار نے کہا کہ تم نے فلاں مردے کے ہاتھ کچھ بیچا ہے

اس نے کہا کہ خواب میں میں نے اپنا اونٹ اس کے ہاتھ گھوڑے کے عوض بیچ لیا اس نے کہا کہ تو بیچے یہ اس کا گھوڑا ضرور ہے پھر کہا کہ وہ میرا باپ تھا اس نے کہا کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ گھوڑا فلاں شخص کو دیدے سو میں نے تعمیل حکم کی اور

(فتاویٰ اسیاء العلوم مترجم جلد سوم ص ۳۰۳-۳۰۴)

کیا اس واقعہ پر وہی تنقید نہیں ہو سکتی جو تبلیغی نصاب پر کی گئی ہے۔ کیا جماعت المسلمین اپنی پسندیدہ شخصیت کی اس قرآن و حدیث کے انکار پر مبنی تحریر کے بارے میں اسی انداز سے لب کشائی کی جرات کر سکتی ہے۔

۲۔ تبلیغی نصاب کا واقعہ اور اس پر جماعت المسلمین کا تبصرہ :-

فلان حصہ میں جو چولہا بن رہا ہے اس کے نیچے ایک جینی کا مرتبان گر رہا ہے۔ اس میں پانچ سو اشرفیاں ہیں وہ اس فقیر کو دے دیں۔ یہ صبح اٹھ کر اس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اس جگہ کو کھ دیا اور وہ مرتبان پانچ سو اشرفیوں کو نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

اس شخص نے کہا خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے تم لوگ اس مال کے وارث ہو اور مالک ہو اس لئے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لینا، مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مکر سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔ ان کے اصرار پر اس نے وہ اشرفیاں لے کر اس فقیر کو دے دیں اور سارا قصہ سنایا اس نے ان میں سے ایک دینار لے کر اس کے دو مکڑے کئے ایک ان صاحب کو اپنے قرضہ کی ادائیگی میں دیا اور دوسرا کلٹا اپنے پاس رکھ کر کہا کہ میری ضرورت کو تو یہ کافی ہے۔ باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے میں اس کو لے کر کیا کروں گا۔ وہ سب فقرار پر تقسیم کر دی۔ صاحب آٹاف کہتے ہیں کہ اس قصہ میں غور کرنے کی چیز یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ میت یا اس کے گھر والے یا یہ فقیر

(فتاویٰ عبارت "تبلیغی نصاب اور شرک" ص ۱۳-۱۵)

اسی قسم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجئے :-

۶۔ مصر میں ایک صاحب خیر شخص تھے جو اہل ضرورت اور فقرائے لئے چندہ کر دیا کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی وہ ان سے کتنا وہ اہل ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے۔ ایک فقیر ان کے پاس گیا اور کہا میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ صاحب اٹھے اور لوگوں سے اس کے لئے مانگ لیا کہیں سے کچھ نہ ملے گا کہ جو آدمی کثرت سے مانگتا رہتا ہو اس کو ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے ایسے سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر گئے اور ان کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے اور وہیں آکر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا اور اس کو توڑ کر دو مکڑے کئے اور ایک کلٹا اپنے پاس رکھ لیا اور وہ سارا اس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں۔ اس وقت تم اس سے اپنا کام چلاؤ جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آجائے تو میرا قرضہ ادا کر دینا۔ وہ لے کر چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کر لی۔ رات کو ان صاحب دینار نے اُس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو ساری سن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مکان کے

تنقید جماعت المسلمین

قارئین کرام غور فرمائیں کیا اس واقعہ میں یہ درس نہیں دیا گیا کہ جب زندوں سے مایوس ہو جاؤ اور کہیں سے کچھ نہ ملے تو کسی سخی کی قبر پر جا کر سب پریشانی بیان کر دو کیونکہ سخی مرنے کے بعد بھی سن لیتا ہے۔ یہ بات قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

فتاویٰ تبلیغی نصاب اور شرک ص ۱۵

غزالی کی احیاء العلوم مترجم جلد سوم صفحہ ۳۰۵ کی عبارت :-

الشیخ ابو سعید خرمی مثنیٰ پوری رقم الد کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حافظ محمد سے سنا ہے کہ وہ تبلیغی شافعی مجاور کہہ کر بیان کرتے تھے کہ مصر میں کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ فقر کے لئے کچھ جذبہ کر دیا تھا اتفاقاً ایک شخص کے لڑکا پیدا ہوا وہ اس شخص کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے گھر لاؤ لایا ہوا ہے اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں یہ سنتے ہی وہ شخص اس کے ساتھ ہوا اور بہت سے لوگوں کے پاس بے گیا کر کہیں سے کچھ ملا بھر ایک ادنیٰ کی قبر پر اگر بیٹھا دیکھنے لگا کہ خدا تجھے بخشے تو زندگی میں بہت کچھ دیا کرنا تھا ای میں بہتوں کے پاس گیا اور اس شخص کے واسطے بہت سی خوشیوں کی کہ کچھ بنے مگر حسب اتفاق سب بے فائدہ ہوئی یہ ایک ایک دینار لگا لگا اور اس کو خوردہ کر کے آٹھ سائلی کو دیا اور کہا کہ یہ میں تم کو قرض دیتا ہوں جب تمہارے پاس ہوں تم ادا کرو مگر وہ شخص آٹھ سائلی کو دیکھا اور لڑکے کو دے دیا اور اس کو انہم دیارات کو اس مصری جذبہ بیع کرنے والے نے اس قبر کے کو خواب میں دیکھا کہ لوں کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا وہ سب میں نے سنا ہے مگر چونکہ تجھ کو اجازت جو اس کی نہ تھی اس واسطے میں جواب دے سکا اب کہتا ہوں کہ تم میرے مکان پر جا کر میری اوروں سے کہو کہ جو لکھے کے پیچھے کھڑی رہاں سے ایک برتن پالو دینا کر کے بولے نکلیں گے وہ ان سے لے کر اس لڑکے والے کو لے دو جب جمع ہوئی تو وہ شخص اس کی اوروں کے پاس گئے اور خواب کا قصہ بیان کیا انہوں نے اس کو شہرہ کر کے کھو دی اور دینار لاکر رکھ دیے کہ لایا اُس نے جو یاد کیا کہ تمہارا مال ہے میرے خواب کا کیا اعتبار ہے انہوں نے کہا کہ مال والا تو میرے پرستاروں کی کتاب ہے ہم جیتے جی کیسے ذکر کریں مگر بعد میں اُس شخص نے دینار لے لئے اور لڑکے والے کے پاس لاکر رکھے اور تمام جرایبان کر کے کہا کہ اب یہ تمہارا مال ہے جو چاہو سو کرو اس لئے نیک دنیا مال کا خوردہ کیا اس میں سے نصف تو اس شخص کو جو قرض دیا اور نصف خود رہنے دیا کہ مجھے اسی قدر کفالت ہے باقی تم فقیروں کو دیدو ابو سعید مادی اس حکایت کے کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم ان سب میں زیادہ سنی کس کو کہنا چاہیے

کیا تبلیغی نصاب کی طرح احیاء العلوم کی اس عبارت میں یہ درس نہیں دیا گیا کہ جب زندوں سے مایوس ہو جاؤ اور کہیں سے کچھ نہ ملے تو کسی سخی کی قبر پر جا کر سب پریشانی بیان کر دو کہ نہ سخی مرنے کے بعد بھی سن لیتا ہے ۔ اور کیا یہ بات قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے ؟

۴۔ ”تبلیغی نصاب“ کا واقعہ اور اس پر جماعت المسلمین کا فتویٰ :-

اور سنئے :-

کہ لے انہیں خرچ کرتا رہو، میں نے ان کو خرچ کرنا شروع کیا اور وہی میں مصر تک انہوں نے مجھے کام دیا“ (فتاویٰ ج ۲۵)

یہ واقعہ بھی پہلے واقعہ کے ملتا جلتا ہی ہے۔ ایک عورت نے دلی خیالات پر سرزنش کی۔ اور وہ عورت بھی بنان صاحب کے ساتھ ہی تھی مگر بنان صاحب اس کو جب دیکھتے تھے جب وہ ظاہر ہوتی تھی۔ مزید برآں

یہ واقعہ سبق دیتا ہے کہ توشہ ساتھ نہیں رکھنا چاہیے حالانکہ یہ چیز قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

وَسَرَّ قَدْ دَا (البقرة - ۱۹۷) توشہ ساتھ نہ لے کر۔

(فتاویٰ عبارت ”تبلیغی نصاب اور شرک“ ص ۲۱۲)

۱۔ شیخ بنان فرماتے ہیں کہ میں مصر سے حج کو جا رہا تھا میرا توشہ میرے ساتھ تھا، راستہ میں ایک عورت ملی کہنے لگی بنان تم بھی حمال (مزدور) ہی نکلتے، توشہ لاؤ دے لئے جا رہے ہو، تمہیں یہ وہ ہے کہ وہ تمہیں روزی نہیں دے گا، میں نے اُس کی بات سن کر اپنا توشہ بیچک دیا۔ تین دن تک مجھے کھانے کو نہ ملا۔ راستہ میں چلتے چلتے مجھے ایک پازیب (پاؤں کا زیور) پڑا ہوا ملا، میں نے یہ سوچ کر اٹھایا کہ اس کا مالک مل جائے گا تو اس کو دے دوں گا، وہ شاید اس پر بھوکے دے دے تو وہ عورت پھر ملنے آئی کہنے لگی تم تو دعا کا دعا کرتے ہو، کہ وہ پازیب کے بدلے میں شاید کچھ دے دے۔

اس کے بعد اُس عورت نے میری طرف کچھ درہم پھینک دیے

اور بنیاد محال کے حال میں کھٹکتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کی راہ میں تھا اور مصر سے جاتا تھا۔ اور میرے پاس نہ اور راہ تھا میرے پاس ایک عورت آئی اور مجھ سے کہا کہ اے نبال تولدو ہے کہ اپنی پشت پر زاد لادے پھر تباہ اور یسوع کرتا ہے کہ خدا نے تعالیٰ مدق نہ دے گا۔ میں نے اس کے کہنے سے اپنا توشہ پھینک دیا۔ پھر مجھ پر تین دن گذر گئے کہ میں نے کچھ نہ کھا یا راستے میں میں نے ایک پازیب پڑی دیکھی اپنے حجام میں کہا کہ اس کو اٹھا لینا چاہیے۔ کیا عجیب ہے کہ اس کا مالک آئے تو اس سے کچھ لے کر دے۔ دونوں کہتے ہیں وہی عورت آئی اور مجھ سے کہا کہ اس کو اٹھا لینا چاہیے۔ کیا عجیب ہے کہ اس کا مالک آئے۔ تو اس سے کچھ لے کر دے۔ پھر اس نے میری طرف چند دم پھینک دیئے اور کہ ان کو لے کر قریب مکہ معظمہ تک بنا دیا۔ (فوتو عبارت احیاء العلوم مترجم جلد چہارم ص ۳۷۱)

کیا احیاء العلوم کے اس واقعہ میں اور تبلیغی نصاب کے واقعہ میں کوئی فرق ہے؟ تبلیغی نصاب میں مذکور واقعہ کو تو جماعت المسلمین خلاف قرآن قرار دے لیکن غزالی کی تریف کرے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے اور کمال کی دینداری؟ بہر حال مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی تھانیف کے حوالوں سے جماعت المسلمین کی شان کو وہ کتب بھری پڑی ہیں کہ انگریزی جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان "المسلم" کے معنوں نگار کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ جو انہوں نے غزالی کی "احیاء العلوم" کے اس واقعہ پر تنقید کرتے ہوئے اپنی کتاب "حج نبوی" میں تحریر کیا ہے کہ شاید اس طرح انہیں اپنے کتمان حق اور ذہن پرستی کے شرک کا احساس ہو جائے۔

ملاحظہ ہونا ناصر الدین البانی کی تحریر :-

ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کی نفس کے بھی خلاف ہو۔ ارشاد خداوندی ملاحظہ فرمائیں :
وَقَدْ دَوَّا فَاَنْ خَيْرُ الْمَرْءِ السَّادِ اور زاد راہ لے جایا کرو سبے شک بہترین
الاستقویٰ۔ زاد راہ پر تیر لاری ہے۔

(۱۱۲) اللہ پر توکل کا اٹھا کرتے ہوئے بلا زاد راہ سفر کرنا جیسا کہ امام غزالی نے دایا
۲۲۹/۲ میں بلا زاد راہ سفر کرنے کو مستحب گردانا ہے۔ نیز انہوں نے (۲۲۹/۲) میں
بلا زاد راہ جنگلوں کی طرف سفر کرنے کو توکل کا اعلیٰ مقام قرار دیا ہے۔ خلاف ملت ہے۔

اس بیت کے شان نزول میں مفسرین و قضاہیں کہیں کہ لوگ حج پر جاتے لیکن زاد راہ
نہیں لے جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہاتھ پر توکل کرنے والے ہیں۔ (بخاری،

امام غزالی کا نظریہ غلط ہے

تو کچھ میں نہیں آتا۔ اسے کہ وہ کون سے اسباب تھے جنہوں نے امام غزالی جیسے انسان
کو کتاب و سنت کی مخالفت پر اکسایا کیا وہ ان نعوس سے واقف تھے؟ ہرگز نہیں۔ چنانچہ
امام غزالی جیسے انسان کی نفردوں سے اس قسم کے واضح نعوس مخفی رہ سکتے تھے۔ بلاغراس
بات کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ تعفون نے انہیں اس غلط راہ پر لگایا تعفون
کی اوٹ میں نعوس کی تاویل کرنا اور شریعت کے جاہد مستقیم سے انحراف کرنا مومن کا شیوہ
رہا ہے جس طرح متکلمین نعوس کی غلط تاویلات کر کے گمراہ ہو گئے، اسی طرح یہ بھی گمراہ
ہو گئے۔ عَصَمْنَا اللہ بِالْحَقِّ مَعْنَى مَا يَخْتَلِفُ۔

امام غزالی نے توکل کے پیش نظر یہ نظریہ بیان کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے مگر ان کا
بیان کردہ نظریہ صحیح ہوتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ حقدار تھے کہ آپ اس قسم کے قائل
لا انہما فرماتے مالا کرم دیکھتے ہیں کہ آپ جب کہ کوئی چیز کے لیے تشریف لے جاتے ہیں تو

آپ کے ساتھ قربانیاں تھیں اور پھر کس قدر تعجب انگیز بات ہے کہ امام غزالی جنہما اسلام
لا عقب دیا جاتا ہے ایسا نظریہ پیش کریں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عز و جلال کے مخالف

فوتو ص ۱۳۳ ۱۳۳ حج نبوی تالیف محمد ناصر الدین البانی ترجمہ محمد صادق خلیل ناشر ضیاء السنۃ ادارۃ الترجمہ والتالیف محلہ رحمت آباد لاہور (فیصل آباد)

تبلیغی نصاب اور غزالی کی احیاء العلوم کے مقابل کی چند مثالوں کے بعد جماعت المسلمین کی خدمت میں احیاء العلوم کے دوسرے واقعات پیش کئے جاتے
ہیں۔ کیا وہ قرآن و حدیث کی روشنی میں ان پر تبصرو کرنا پسند فرمائیں گے۔

۱۔ کے بعد انہوں نے گفتگو کی تھی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب میرے باپ کی وفات ہوئی تو ان کو کفن دے کر
جنازہ تیار کیا انہوں نے کفن اپنے منہ سے ہٹایا اور سیدھے بیٹھ کر کہا کہ میں نے اپنے رب سے ملاقات کی اس نے

میری خاطر قاری راحت اور روزی سے فرمائی اور خداوند کریم مجھ سے ناما ضرت تھا اور جتنا گمان ہے اس سے میں نے یہ امر آسان پایا۔ اب سستی نہ کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سب میری راہ دیکھ رہے ہیں کہ میں ان کے پاس پھر کجاؤں یہ کہہ کر پھر گریہ جیسے کنکری لشت میں کرتی ہے ہم نے ان کو اٹھا کر دفن کیا (فولاد الحیات الموم) (مترجم) جلد چہارم ص ۳۱۱ شائع کردہ دارالاشاعت کراچی)

کیا یہ واقعہ خلاف قرآن نہیں ہے یا کہ مرنے والا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے آئے پھر زندہ ہو کر اپنے جانے کی خبر دے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اس کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ پھر مر جائے۔

۲۔ بہت طویل ہے بلکہ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں ایک روز نماز پڑھتا تھا اتنا اٹھائے نماز میں میرے دل میں خواہش ابھری اس کی سوچ بہت دیر تک گئے گیا یہاں تک کہ اس سے خواہش لوٹنے سے بازی کی پیدا ہوئی فوراً میں زمین پر گر پڑا اور تمام جسم سیاہ ہو گیا لوگوں کی شرم سے میں تین دن گھر میں پھنسا رہا اور بدن کو صابون سے جھون میں جا کر دھو رہا مگر سیاہی بڑھتی گئی تین دن کے بعد رنگ صاف ہوا پھر میں حسب الطلب حضرت جنید بغدادی کے موقع رتہ سے بغداد کو گیا جیب ان کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہو کر ترانس نفس ایسی شہوت میں ڈوبا کہ تجھ کو مطلوب کر کے مصنوری الہی سے نکال دیا اگر میں تیرے لیے دعا کرتا اور تیری طرف سے خدا کے سامنے تائب نہ ہوتا تو تیرا خدا کے سامنے اسی کالے رنگ سے جاتا مجھے بڑا تعجب ہوا کہ حضرت جنید نے میرا حال کس طرح معلوم کیا میں تو قرآن تھا اور آپ بغداد میں تشریف لے گئے ہیں۔

(فولاد الحیات الموم مترجم)

بتائیے کیا یہ واقعہ خلاف قرآن نہیں ہے یا کیا یہ علم غیب جو اللہ کی صفت ہے جنید کو بھی حاصل تھا کہ اسے تمام باتیں معلوم ہو گئیں۔
تعدادات اور کفر و شرک پر مبنی واقعات جماعت المسلمین اور ان کے ترجمان "المسلم" کے مصنفوں نگار کی خدمت میں اس لئے پیش کئے جاتے ہیں کہ وہ ان میں اور اپنی تحریر کردہ مندرجہ ذیل عبارات کے آئینے میں اپنا اصلی چہرہ ملاحظہ فرمائیں یا کم از کم ان کے عقیدت مند ہی دیکھ سکیں

اللہ تعالیٰ انہیں ایمان دے اور ان کو حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں دین پر تنگ نہ کرے اور کفر و کفر سے نجات دے۔ آمین

(فولاد "المسلم" شمارہ نمبر ۲ ص ۳۹)

(جاری ہے)

آپ یہ مجلہ پڑھ کر زیادہ سے زیادہ حضرات کو پڑھوائیں۔

ساتھیو! جیسا کہ آپ کو علم ہے: "جل اللہ" کی اشاعت و سائل کی کمی کے باعث نہایت محدود ہوتی ہے۔ لہذا کوشش یہی ہوتی چلیے کہ ایک رسالہ سے زیادہ سے زیادہ حضرات مستفید ہو سکیں۔

رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی

حبیب اللہ کے تازہ شمارے میں ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری تقریر جو انھوں نے ۵ دسمبر ۱۹۸۵ء بروز جمعہ بعد صلوٰۃ منربہ (وفات سے چند گھنٹے قبل) مسجد توحید رفادہ عام سنو سکاٹھی میں کی تھی اور اس کے بعد حسب معمول کے گئے سوال و جواب کے کیسٹ سے منتقل کر کے شائع کرنے کا پروگرام تھا۔ لیکن اس کے لئے گنجائش نہیں نکال سکا۔ آئندہ شمارے میں سے انشاء اللہ کثیرین اسے کو شائع کیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب (مرحوم) کے تقاریر کے اشاعت کا سلسلہ (سے کے بعد بھی جاری رہے گا۔ سیر دست سوال و جواب کے سلسلے کے اشاعت کا آغاز کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

برزخی نہیں دنیاوی ہے۔

پھر احمد رضا خاں کی اس بات کے مقابلے میں کہ بقیہ نبوی کی تحقیر کرتے ہیں انہوں نے واضح کیا کہ یہ بھی غلط بات ہم سے منسوب کی گئی ہیں ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ اللہ کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو زمین میں کر رہی ہے وہ خانہ کعبہ بلکہ اس سے بڑھ کر عرش و کرسی سے بھی زیادہ افضل ہے یہ عقیدہ بنایا انہوں نے۔ تبصرہ عقیدہ انہوں نے یہ بنایا جس میں اس بات کی تردید کی کہ ہم اولیاء اور انبیاء کے وسیلے کے قائل نہیں ہیں۔ اور کہا کہ ہم اولیاء اور انبیاء کی قبروں سے استفادہ کے بھی قائل ہیں۔

پھر انہوں نے یہ عقیدہ بنایا کہ ہم بالکل اس بات کو مانتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں اور دوزخ سلام پہنچائے جاتے ہیں۔ اسی طرح بندہ گوں کی قبروں سے فیض پہنچنے کا اعتراف کیا اور دوسرے عقائد بنا لئے۔ جو قرآن و حدیث کے خلاف اور بریلویوں کے عقائد کے مطابق ہیں۔ جن کو تفصیل کے ساتھ

سوال : دیوبندی بھی توحید کی بات کرتے ہیں۔ ان کے اندر ایک تبلیغی جماعت ہے جو پوری دنیا کے اندر کام کر رہی ہے آپ کا ان سے کیا اختلاف ہے۔ ان کے پیچھے غار پڑھنا کیسا ہے؟ ان کے اندر کیا خالی ہے؟

جواب : پہلی بات جو آپ نے دیوبندیوں کے بارے میں پوچھا ہے تو ان کا معاملہ یہ ہے کہ تمام ائمہ میں نامی ایک کتاب احمد رضا خاں بریلوی نے دیوبندیوں کے خلاف لکھی اور مختلف علماء سے تائید یافتہ ہے۔ اسی میں اس نے یہ کہا کہ دیکھئے یہ دیوبندی نہیں مانتے کہ اللہ کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور ان کی یہ زندگی دنیاوی زندگی ہے برزخی نہیں۔ جو سب کو حاصل ہے۔ اس کے جواب میں غلیل احمد صاحب اور اس زمانے کے سبھی بڑوں نے چاہے وہ کفایت اللہ ہوں یا محمود الحسن سب نے مل کر اپنے عقائد واضح کئے کہ یہ غلط کتاب ہے کہ ہم اللہ کے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں زندہ نہیں مانتے ہم صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ زندگی

حصول کے لئے پوری محنت کرے لیکن اس میں ضرورت سے زیادہ ہنسناک سے بچا جائے (۵) دعوت کے کام کو بہتر طریقے سے کیا جائے۔ اس میں منصور بندہ اور اجتنابیت ہونی چاہیے۔ اچھا عمل اور تقویٰ اس کی روح ہے۔ جملہ معاملات میں شورشائیت کو رواج دیا جائے صوبائی جنرلی اور حلقے کی سطح پر شوری بنائی جائے (۶) نظم و ضبط کا خصوصی خیال رکھا جائے۔

اطاعت فی المعروف کی بابت بندہ ہونا چاہیے۔ ساتھی اپنے ناظم سے بھرپور تعاون کریں۔ جو فیصلہ باہمی مشاورت سے ہو جائے پھر اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اتفاق کے ساتھ اس پر عمل ہونا چاہیے اس راہ میں شیطان دوسرے اختلافات کو بڑھائیں گے۔ اس کا پورا احساں رکھا جائے اللہ کی پناہ اور اس کے فضل و کرم کی طلب کے ساتھ اللہ کے دین کا کام پورے علوم، دینی اور ایشیاد و قربانی کے جذبے سے ہونا چاہیے۔ ۱۳ اگست بروز جمعرات بعد نماز ظہر ترقی اجتماع اختتام کو پہنچا۔

امیر محترم نے اپنے اختتامی کلمات میں بھی ساتھیوں کو یہی تلقین کی کہ اس جذبہ کو بیدار رکھئے اللہ کی رضا اور خوشنودی بھرا سطح نظر ہونا چاہیے۔ انہوں نے اس موقع پر صہیب رحمہ اللہ عنہ کا واقعہ موتہ البقرہ کی اس آیت کے حوالے سے بیان کیا (وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْكَاتٍ اللّٰهُ وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝)

اور لوگوں میں سے کوئی ہے جو اپنے نفس کو اللہ کی رضا کی تلاش میں بیچتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر شفیق ہے (البقرہ : ۲۰۷) کہ کس طرح اللہ کے اُس بندے نے اللہ کی راہ میں ہجرت کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملنے کے لئے زندگی کی کھائی کو کھار کے حوصلے کر دیا۔ اور یہ گوارا نہ کیا کہ وہ اس مال کی وجہ سے اس کے راستے میں مزاحم ہوں۔ اور قرآن کی اس آیت کا مصداق بنے۔ اس موقع پر بھائی غفصہ علی (رکن شوری) کی شبہ روز دور و دھوپ کا ذکر بے جا نہ ہو گا۔ غفصہ علی صاحب اس اجتماع کے منتظم تھے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر دیا۔ ان کی نگرانی میں اجتماع سے قبل مختصر سے وقت میں تین کمروں۔ میٹرین اور فضل خاں کی تعمیر جس تیزی سے عمل میں

آئی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ پھر اجتماع کے دوران انھوں نے اور ان کے رفقاء نے جس طرح دور دراز سے آنے والے ناظمین کے آرام و آسائش کا خیال رکھا، شرکاء اجتماع بالخصوص باہر سے آنے والوں کے کپڑے دھو کر استری کر کے دیئے، کھانے پینے عزیز من جس انداز سے وہ اتنی بڑی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوئے یہ اپنی کا حصہ ہے۔ امیر جماعت نے بھی اسکا اعتراف اپنے اختتامی کلمات میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ازل کے رفقاء کی اس محنت کو اپنی بارگاہ میں شرف و قبولیت بخشے اور اجر سے نوازے آمین

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ مَلَاقٍ فِي السَّجْدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّتَا فِي اللَّهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ. وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَخَافَ هَاحِيَ لَا تَعْلَمَ شِمَالَهُ مَا تَقُو يَمِينَهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ. (بخاری ص ۱۰۷)

سات (خوش نصیب) آدمیوں کو اللہ اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس دن اس کے سامنے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہو گا۔
۱۔ عادل حکمران ۲۔ دو جوان جو اللہ کی عبادت میں پلا بڑھا ہو۔
۳۔ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے ۴۔ وہ آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے (ایک دوسرے سے) محبت کی۔ اسی (محبت) پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر جدا ہو گئے۔ ۵۔ وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی اور خوبصورت عورت نے دعوت لیا دی اور اس نے (دعوت کو مسترد کرتے ہوئے) کہا کہ میں اللہ کے رُخ ہوں۔ ۶۔ اور وہ آدمی جس نے اللہ کو یاد کیا اور اسکو چھپا یا بیان تک کہ بائیں ہاتھ کو خیر نہ ہوئی کہ دایہ ہاتھ سے لکھ دیا۔ ۷۔ اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ (بخاری)

میدان میں بھی فائدہ ہوگا۔

۴۔ عربی قواعد۔ تجوید اور ذہن حدیث کے بنیادی اصول پر مشتمل اسباق عربی قواعد کے پانچ اسباق امیر تنظیم۔ محمد اسلم صاحب امیر بادشاہ صاحب (ارکان شریعت) نے پڑھائے۔ اسی طرح تو ڈیرہ (صوبہ سرحد) کے عالم دین محمد بادی صاحب نے فہم حدیث اور طارق نسیم (رئیس مدرسہ) نے تلاوت قرآن کے بنیادی اصولوں پر مشتمل کچھ اسباق پڑھائے اس مقصد کے لئے پانچ دن کا وقت اگرچہ نہ ہونے کے برابر تھا تاہم شرکاء اجتماع نے پوری دلچسپی لیکر اس وقت سے بھر پور فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ ملک اس کاوش کو ان کے لئے نافع بنائے اور بہت سے نوازے کہ اپنے طور پر محنت کر کے مزید استعداد پیدا کر سکیں تاکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات سے براہ راست استفادہ کرنے میں آسانی ہو اور علم دین اور دعوت و تبلیغ کے کام کو زیادہ اعتماد کے ساتھ پھیل سکیں۔

۵۔ دوسرے پروگراموں کی زیادتی کے باعث دعوت الی اللہ کا صرف ایک ہی پروگرام رکھا گیا۔ جو - ارگنٹ کو عصر اور مغرب کے درمیان عبدالقادر سومرو صاحب اور محمد افضل صاحب کی نگرانی میں ہوا۔ اجتماع میں شریک ناظرین اور مقامی حلقے کے ساتھی دو حصوں میں تقسیم کئے گئے۔ ایک حصہ رفاہ عام سوسائٹی میں رہا اور دوسرا میسر سٹی کے علاقے میں چلا گیا۔ جہاں انھوں نے مزید چھوٹے چھوٹے گروپوں میں بٹھ کر ساتے گلیوں میں گھرے ہو کر لوگوں کے سامنے اللہ کے دین کی دعوت پیش کی۔

۶۔ ملک کے مختلف حصوں / علاقوں میں دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ لینا بھی اس اجتماع کے پروگرام میں شامل تھا۔ چنانچہ مختلف علاقوں کے ذمہ داران نے متعلقہ علاقوں میں دعوتی سرگرمیوں کی روداد پیش کی۔ پھر تنظیم کے ناظم الامور عبداللطیف حسن صاحب نے ملکی سطح پر دعوتی سرگرمیوں اور تنظیمی کیفیت کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے علاوہ دعوت و تنظیم کے سلسلے میں علاقائی مسائل پر بھی تبادلہ خیال ہوا۔

اس پروگرام میں طلباء کا ایک روزہ علیحدہ اجتماع بھی شامل تھا۔ جو اگست بروز منگل طلباء کے ناظم الامور فیض الرحمن فاروقی صاحب کی نگرانی میں مسجد توحید کھوکھرا پارکراچی میں ہوا۔ جس میں ملک

کے دوسرے حصوں سے آئے ہوئے طلباء ناظرین کے علاوہ مقامی طلب علم بھی شریک ہوئے۔ اس اجتماع میں ملکی سطح پر تعلیمی اداروں میں دعوتی سرگرمیوں اور دیگر تنظیمی امور کا جائزہ لینے کے علاوہ چھوٹے چھوٹے تربیتی پروگرام بھی کئے گئے۔ اور مختصر وقت سے پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی۔ ناظم الامور نے درس قرآن و یاد اس کے بعد تعارفی نشست ہوئی۔ پھر مختلف گروپوں کی صورت میں تقریری اور معلوماتی پروگرام ہوا۔ بعد ازاں کھانے اور صلوٰۃ فہم فارغ ہو کر قریب کے علاقے میں لوگوں کے سامنے دعوت دین پیش کی گئی جس کے بعد طلباء کا یہ قافلہ واپس مسجد توحید رفاہ عام سوسائٹی آ گیا۔

تنظیمی کام حکومتی مستحکم کرنے کیلئے ہدایت:۔ امیر تنظیم نے یوں تو اپنے افتتاحی خطاب میں اور مختلف موقعوں پر ناظرین کو دعوت حق کی اس اہم ذمہ داری کا احساس دلائے ہوئے ہر طرح سے اس کی تیاری کے لئے توجہ دلائی۔ تاہم درج بالا موضوع پر خاص طور سے خطاب کرتے ہوئے شرکاء اجتماع امدان کے ذیل سے ساتھیوں کی ساتھیوں کو ہدایات دیں کہ (۱) وہ اپنے اندر اس اہم ذمہ داری اور اس سے عہدہ برآ ہونے کے احساس کو ابھاریں۔ دین کا علم حاصل کرنے پر خصوصی توجہ دیں اور اس مقصد کے لئے عربی زبان سے واقفیت ہونا ضروری ہے۔ ناظرین مراکز کے اندر مطالبے کا اہتمام کریں۔ جماعتی لٹریچر میں قرآن و حدیث کا جو حصہ حوالے کے طور پر آنا ہے اس کو پوری طرح سمجھ کر یاد کیا جائے اور مزید مطالبہ جاری رکھا جائے۔ اگر ضرورت ہو تو نزدیک امدان اور حلقوں سے باصلاحیت تعلیم یافتہ ساتھیوں کا تعاون حاصل کیا جائے (۲) تبلیغ کے لئے دعوت الی اللہ کا طریقہ زیادہ مؤثر ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انفرادی ملاقاتیں بھی کی جائیں (۳) مالی وسائل کی فراہمی کے لئے ساتھیوں کو اتفاق کی ترغیب دی جائے۔ تاکہ ہر تنظیمی یونٹ خود کفیل ہو سکے۔ اخراجات میں منصوبہ بندی اور اعتماد ملحوظ رکھا جائے۔ مقامی فنڈ سے ضروریات کو پورا کیا جائے۔ فنڈز کا حساب رکھا جائے۔ طلبی فنڈز کا نصف صوبائی مالیات کو بھیجا جائے۔ لیکن مقامی ضروریات کا بہر حال لحاظ رکھا جائے (۴) ہر ساتھی اپنی معاش کی فکر کرے اور اس کے

قافلہ ہے روانِ دولت

پیشکش سیشن
تحریر: عمر فاروق

ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد کل پاکستان بنیاد پر جو پہلا اجتماع ہوا وہ اجتماع ناظرین تھا جس میں پورے ملک کے طول و عرض سے مختلف علاقوں کے ناظرین شریک ہوئے۔ یہ پانچ روزہ اجتماع عید الاضحیٰ کے فوراً بعد ۹ تا ۱۳ اگست ۱۹۸۵ء مسجد توحید رفاہ عالم سوسائٹی، غیر ہالٹ کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا مقصد جماعت کے ذمہ دار افراد کی تعلیم و تربیت اور ملکی سطح پر جماعتی تنظیم اور دعوتی سرگرمیوں کا جائزہ لینا تھا۔ اجتماع میں شرکت کا دعوت نامہ ترتیب و چھپائی کے لحاظ سے اگرچہ سادہ تھا لیکن جن الفاظ میں مدعو کیا گیا وہ اپنے پڑھنے والوں کو دعوتِ غور و فکر دے رہے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا..... يَخْذُرُونَ
ترجمہ: اور یہ تو ہونے نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکلیں آئیں۔ تو کیوں نہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین کا علم سیکھتے اور اس میں سمجھ پیدا کھاتے۔ اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تاکہ وہ بچتے رہیں۔

(التوبہ: ۱۲۲)

اس آیت قرآنی کے بموجب ساتھیوں میں اجتماعی شور اور انفرادی تربیت کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا گیا ہے تاکہ ان میں تفقہ فی الدین کا احساس بیدار ہو اور ایک داعی کی حیثیت سے مزید لیکن اوجہ امت کے ساتھ اپنے مشن کو جاری رکھنے کا حوصلہ بڑھے۔ اور مالک کی عظمت اور دین کی سر بلندی کے لئے اپنی کوششوں کو جاری رکھیں یہاں تک کہ رب کائنات کا فرستادہ یہ خوشخبری لے کر آجیے۔

وَابَشِّرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ
پانچ روزہ تک مسلسل جاری رہنے والے اس تربیتی اجتماع میں وقت کا بھر پور استعمال کیا گیا جس کا اندازہ چھپے ہوئے پروگرام

کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔ ایک ایک دن میں مختصر وقت کے مختلف نوعیت کے تیرہ سے پندرہ تک پروگرام رکھے گئے تاکہ دور دراز سے آئے ہوئے ساتھی زیادہ سے زیادہ فائدہ سمیٹ سکیں۔ پورے تربیتی پروگرام کو درج ذیل ترتیب میں تقسیم کیا گیا تھا۔
۱۔ صلوٰۃ فجر کے بعد قرآن و حدیث کے دس مخصوص اور متعین موضوعات پر دس بیٹے گئے مثلاً: سوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ کرامؓ کا انداز بندگی۔ اخلاقیات وغیرہ۔ ان سے متعلقہ موضوع کے بارے میں ضروری اور موٹی موٹی باتیں تسلسل اور ربط کے ساتھ واضح ہو کر ذہن میں بیٹھ جاتی ہیں۔

۲۔ متعین موضوعات پر تقاریر کا سلسلہ: ان میں ایمان و اعمال، نفاق، شرک اور طاعت کا رد۔ دعوت و تبلیغ اور اس راہ میں صبر و استقامت۔ اشرار و قربانی صحابہ کرامؓ کے واقعات کی روشنی میں آخرت، مومنین کے باہمی تعلقات، نظم و ضبط اور سمع و طاعت وغیرہ سے متعلق موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔ جن کو توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سنا گیا۔

۳۔ دعوتی تقاریر کی مشق اور مخصوص موضوع پر تقریری مقابلہ: اس میں شرکت کی اکثریت رہا مخصوص نوجوان ساتھیوں نے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔ بعد ازاں معززین کو ضروری ہدایات بھی دی گئیں۔ علاوہ ازیں جماعتی لٹریچر پر مبنی ذہنی آزمائش کا پروگرام بھی ہوا جس سے تمام حاضرین مستفید ہوئے۔ اس کے لئے کراچی رفاہ عالم سوسائٹی کے نوجوان ساتھی اور سندھ میڈیکل کالج کے طالب علم طارق الرحمن نے مختصر وقت میں نہایت دلچسپ اور معلومات افزا سوالات مرتب کئے۔ اللہ ان کی صلاحیتوں کو مزید اجاگر فرمائے! اگر ناظرین حضرات اس انداز سے اپنے اپنے اخلاص اور علاقوں میں محدود پیمانے پر بھی ساتھیوں کی تربیت کے لئے تقریری معلوماتی اور اجتماعی مطالعے کے پروگرام ترتیب دیں تو اس سے نہ صرف علم میں اضافہ ہوگا بلکہ دعوت کے

ان کے عقائد کی کتاب "المعتد علی المقتد مؤلفہ خلیل احمد سہارنپوری میں دیکھا جاسکتا ہے۔

یہی حال دیوبند کی ایک شاخ تبلیغی جماعت کا ہے۔

بلکہ یہ ان سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ ان کے مطابق اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں ہی زندہ نہیں بلکہ جہاں چاہے پہنچ جاتے ہیں۔ قبر کی زندگی کا یہ واقعہ بیان کیا ہے اس جماعت کے سربراہ ذکر یا صاحب نے کہ احمد رفاعی صاحب نے (جو صوفی اور اتحادی تھے) ۵۵ھ میں قبر نبوی پر پہنچ کر شعر کہے کہ اس سے پہلے میں اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا وہ آپ کی قدم بوسی کرتی تھی۔ اب میں خود آیا ہوں۔ ہاتھ نکالے تاکہ میں بوسہ دوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ باہر نکلا اور انہوں نے بوسہ دیا۔

شیخ الحدیث ذکر یا صاحب نے لکھا کہ یہ منظر ۹۰ ہزار آدمیوں نے دیکھا۔ دوسرا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان اپنی ماں کو لے کر حج کے لئے گیا۔ وہاں اس کی ماں مر گئی۔ اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور پیٹ پھول گیا۔ تب اس نے دعا کی تو دیکھا کہ تہام (حجاز) کی طرف سے ایک بادل آیا۔ اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کی ماں کے چہرے پر پھیرا تو وہ روش ہو گیا اور پھر پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو وہ برابر ہو گیا۔ تب اس نوجوان کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ میں تمہارا بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور پھر اس کو وصیت کی۔ یہ اور اس طرح کے کتنے واقعات ہیں جن سے ذکر یا صاحب کی کتب بھری پڑی ہیں۔ دیکھئے فضائل حج۔ فضائل درود۔ فضائل صدقات جن کا ذکر ہماری کتابوں میں آچکا ہے۔ ان واقعات کی روشنی میں آپ خود اندازہ لگائیں کہ ان میں اور بریلویوں میں کیا فرق رہ گیا ہے۔ اور پھر ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے: **إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا** تاکہ بیشک نماز وقت کے لحاظ سے مومنوں پر فرض کی گئی ہے۔ عقیدے کے اندر یہ خرابی ہی ان کے اور ہمارے درمیان اختلاف کی اہل وجہ، سوال: کیا مردے کا سنا اور سنانا اعتقادی مسئلہ ہے؟ جواب: یہ کیسے اعتقادی مسئلہ نہیں ہے؟ آخر قرآن فرماتا ہے: **أَمِنَ الرَّسُولُ بَرَأْنَا إِلَيْهِ مِنْ ذَرِبِهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَيْكَتِهِ وَرُسُلِهِ** تف در رسول اس

پیغام پر ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوا اور اہل ایمان بھی۔ وہ سب اللہ اس کے فرشتوں۔ اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لئے ہیں، اللہ نے ایمان کا مسئلہ جگہ جگہ بیان فرمایا ہے کہ ہمارا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایمان لاتا ہے اس پر جو کتاب میں اتارا گیا۔ یہ ایمان بالکتاب کا مسئلہ ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ مردہ نہیں سنا۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ عقیدہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ واہ! یہ ایسی سہل انگاری ہے اس قوم کے اندر۔ یہ اعتقادی مسئلہ نہیں ہے کہ اللہ کی کتاب جو کہتی ہے وہ سچ ہے اور اس کے خلاف جو کہے وہ جھوٹے ہیں ایمان ہے؟ سوال: اگر کسی مشرک کا نام سمجھ بچہ مر جائے تو کیا اس کا جنازہ کوئی مومن پڑھ سکتا ہے؟

جواب: بالکل جائز نہیں۔ ہاں اگر مومن کا بچہ ہے تو مومن اس کی نماز جنازہ پڑھے گا۔ وجہ یہ ہے کہ بخاری کی روایت میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ مومن کے جو کمن بچے ہیں وہ مرجائیں تو کہاں ہونگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں۔ اور پھر پوچھا کہ کافر کے اگر کمن بچے مرجائیں تو کہاں ہوں گے۔ فرمایا اللہ جانتا ہے۔ یہاں بات شکوک ہو گئی۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ کسی کافر و مشرک کا جنازہ تم نہیں پڑھ سکتے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی ایسے شخص کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ باقی اگر ابوداؤد کی روایت لیں تو وہ اور زیادہ سخت ہے۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ جو پہلے شوہروں سے میرے بچے مر گئے وہ کہاں ہیں؟ فرمایا جہنم میں۔ پوچھا کہ آپ کے جو کمن بچے مر گئے ہیں؟ کہا جنت میں۔ اگر اس روایت کو لوگ جو بہر حال منکر روایت ہے تو اس کے لحاظ سے بات بالکل صاف ہو گئی کہ کافر کا بچہ جہنم میں ہے۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ہے کہ فیصلہ نہیں فرمایا۔

سوال: ایک شخص صدقہ دل سے کلمہ پڑھتا ہے نماز ادا کرتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرتا ہے حج بھی کرتا ہے۔ طاعت کی نئی بھی کرتا ہے بس صرف داڑھی صاف کرتا ہے تو کیا وہ فاسق ہے؟ جواب: اصل میں فسق تو گناہ کے معاملے میں ہے

اس معنی میں گناہگار تو ہے۔ فسق کی جو کم سے کم شکل ہوتی ہے وہ معمولی گناہ کی ہوتی ہے۔ کبیرہ گناہ کو بھی فسق کہتے ہیں۔ کافرو مشرک کو بھی قرآن میں فاسق کہا گیا ہے۔ بہر حال یہ گناہ ہے اور بعض حالتوں میں بڑا شدید گناہ ہے۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے سامنے گناہگار معافی کی امید رکھیں مگر جو چہرے کے ساتھ گناہ کرے جو پکار کر گناہ کرتے ہیں ان کو سمجھنا چاہیے کہ ان کے لئے خطرہ ہے۔ عورت کے لئے بے پردگی اور مرد کا وارڈھی موچھ کا صفایا یہ چہرے کے ساتھ گناہ کا اعلان ہے۔

سوال۔ مساجد میں خطیب مؤذن اور خدمت گار کا تنخواہ لینا کیسا ہے؟

جواب۔ خطیب کے لئے خطابت کا معاوضہ لینا اور اسی طرح مؤذن کا اذان پر پیسہ لینا حرام اور ناجائز ہے۔ قرآن و حدیث میں دینی خدمات پر معاوضہ لینے کی نفی آئی ہے۔ اسی بنیاد پر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ امامت خطابت اذان تعلیم قرآن و حدیث اور فقہ پر معاوضہ لینا حرام ہے۔ البتہ ایک خدمت گار جو مسجد کی صفائی کرتا ہے یا دیکھ بھال کرتا ہے وہ اپنی محنت کی تنخواہ لے سکتا ہے۔ اس وقت کراچی میں ہماری جتنی مساجد ہیں ان میں کوئی تنخواہ دار امام یا مؤذن نہیں۔ توحید کی دعوت عام ہو تو اس کو بڑے پیمانے پر پوری دنیا میں قائم کیا جاسکتا ہے۔

سوال۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا کیا مسئلہ

ہے؟

جواب۔ ہر فرض نماز یا کوئی بھی نماز ہو سولے استسقاء کی نماز کے اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر کوئی اجتماعی دعا مانگے گا تو وہ گناہ گار ہوگا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دیا۔ بخاری کی حدیث میں کہ دعا کا مقام التہیات کے بعد ہے جو دعائے کو سب سے زیادہ مرغوب ہو مانگو۔ پھر سلام پھیرو اور یہی امام ابو حنیفہ کا فتویٰ ہے کہ دیکھو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرنے کے بعد اپنے مصحف پر اتنی دیر سے زیادہ نہیں بیٹھتے تھے جتنی دیر میں کوئی یہ کہہ دے۔ اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت

یا ذا الجلال والاکرام۔ اب اگر دعا کی بات تو الگ رہی کوئی امام مصحف پر اتنی دیر سے زیادہ بیٹھا ہے تو وہ گناہ گار ہوگا۔ عینی جوان کے سب سے بڑے فقہیہ ملتے جلتے ہیں وہ بخاری کی حدیث کے نیچے ابو حنیفہ کی یہ ہدایت لے کر آئے ہیں آج یہ ظالم ہر جگہ اس کے بخلاف عمل کر رہے ہیں

ہندوستان میں دیوبندی فتویٰ تھا کہ نہ سنت کے بعد اجتماعی

دعا ہے نہ فرض کے بعد اب یہاں سنت و فرض پر ہر ایک کے بعد دعا ہونے لگی۔ تاکہ اس سے ان کو دنیاوی فوائد حاصل ہوں۔ یہ خالص کاروبار ہے۔ ایک بار میں نے ناظم آباد کی مسجد میں نماز پڑھائی اور بغیر ہاتھ اٹھا کر دعا کئے تو یہی جو حدیث میں ذکر آتا ہے اٹھ گیا تو ایک پولیس کے آدمی نے جوش میں آنے کے بعد کہا کہ تم زیادہ قابل ہو گئے ہو۔ میں نے مفتی محمد شفیع کے پیچھے نماز پڑھی اور ان کو ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرتے دیکھا ہے میں نے کہا آپ غصہ نہ کریں۔ مفتی صاحب سے اس کا فتویٰ لے آئیں کہ ہاں یہ جائز ہے۔ مجھے اندازہ تھا کیونکہ ابو حنیفہ نے منع کر دیا ہے۔ یہ اللہ کی بات کو تو ٹال دیں گے لیکن ان کی ہمت نہیں ہے کہ ابو حنیفہ کے فتوے کو بدل ڈالیں۔ تو وہ صاحب بہت دنوں تک نہیں آئے۔ آخر جب آئے تو میں نے فتوے کا پوچھا۔ کہنے لگے تب تھوٹ اور بے ایمانی ہے۔ میں نے مفتی صاحب سے پوچھا کہ ہاتھ اٹھا کر دعا ہے تو بولے دعا تو ہے۔ میں نے کہا کچھ دیکھئے تو مکھن سے انکار کر دیا۔ تو یہ حال ہے ان کا۔ سب کچھ جانتے ہیں لیکن دنیاوی مفادات کی وجہ سے چپ رہتے ہیں۔



انسانی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ نے نہ کوئی پیغمبر دنیا دار، نفس کے بندوں کے لئے مبعوث کیا ہے اور نہ کوئی کتاب اتاری ہے۔ رسول تو صرف حصول مقصد کی راہ کے آتش زیر پا سربازوں کے لئے ہی آتے ہیں اور کتابیں صرف سرفروش مجاہدوں کے لئے اترتی ہیں۔ نسیم سحر سبزہ و گل، کے لئے چلا کرتی ہے، خار و خس کے لئے نہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عقیدہ و عمل کی یہ باتیں سر آنکھوں پر مگر اس انداز پر عمل کرنے کا اب وقت کہاں۔ زمانہ کا یہ مذاق برق رفتاری اور حالات دنیا کا یہ ہر لمحہ تغیر اس طویل منصوبہ بندی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اصل مسئلہ پیٹ کا مسئلہ ہے پہلے اس کو حل کرنے کی تدبیریں کی جائیں تب کہیں دنیا کوئی دوسری بات سُننے پر تیار ہوگی۔ ان حضرات سے ہمارا کہنا یہ ہے، ان طویل المدت جانفشانیوں کے بعد صرف پیٹ کا مسئلہ ہی نہیں، سارے مسئلے حل ہو جائیں گے اور اگر یہ کام نہ کیا گیا اور راستہ مختصر کرنے کی کوشش کی گئی تو کسی مسئلہ کا بھی حقیقی حل ممکن نہ ہو سکے گا۔ کیا یہ بہتر ہے کہ ایک قوم غربت اور تنگ دستی کی مومنانہ زندگی کے اختتام پر ہی ہمیشہ کی خوشی اور خوش بختی کا مشردہ سن لے یا یہ کہ چند روزہ عیش اڑالینے کے بعد آگ کے الاؤ میں اتر جائے۔

رنگ و بو کے دیوانو! سنو!!

دنیا کی یہ دلفریبیاں ہمیشہ نہیں رہیں گی!
جوانی کی یہ بہاریں سدا ساتھ نہ دیں گی!

ایک وقت آنے کا کہ جب،

☆ اٹھتے ہوئے یہ ہاتھ ڈھلک جائیں گے!
☆ یہ چمکتی آنکھیں پتھر کر چڑھنے لگیں گی!

اُس وقت،
یہ ڈگریاں و سٹیفیکٹس، یہ دوست و احباب کام نہ آئیں گے۔
اُس وقت کی جیت ————— ہمیشہ کی جیت ہوگی۔

اور

اُس وقت کے ہار ————— ہمیشہ کے ہار ہو گئے۔

لہذا اُس وقت کے آنے سے پہلے سمجھ لو کہ،

دنیا کے ہر آدمی اور آخرت کے رُوائے سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور یہ
ہمارا نہیں بلکہ ہمارے اور تمہارے مالک کا بتایا ہوا طریقہ ہے۔

” زمانے کی قسم! درحقیقت انسان سخت خسائے میں ہے۔ سوائے اُن (لوگوں)
کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی تلقین و صبر
کی نصیحت کرتے رہے۔“

تو! اے لوگو!!

ایمان لے آؤ اللہ پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،

کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، صرف وہی داتا، دستگیر، غوث اور مشکل کشا ہے۔

نذر و نیاز، نذر و بیکار، غرض سائے ماسم عبودیت کا وہی ایک استحقاق ہے اور اُس کا کوئی شریک و ہمیم نہیں۔

ایمان لے آؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر، جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے،

کہ وہ اللہ کے آخری نبی، خاتم المعصومین اور افضل البشر ہیں۔

وہی ہمارے رہبر و رہنما، وہی قائدِ اعلیٰ و قائدِ اعظم ہیں۔

پس اُن کی ہر بات لازم اور ہر سنت سنیدِ آخر ہے، ہر بدعت گمراہی اور فسادِ نفرت ہے۔

نجات کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسولِ قیامت تک کیلئے کافی ہے۔

کبھی بھی فرقے سے کوئی تعلق نہیں، **ہم** صرف اور صرف مومن و مسلم ہیں اور کفر و شرک سے

ہمارا بھری زمین پر الہ واحد کا کلمہ سر بلند کرنے کے متنی۔

ہے کوئی ایسا جو شرک کو مٹانے اور **توحیدِ خالص** کو

پھیلانے کیلئے ہمارا ساتھ دینے پر تیار ہو۔

منتظر ہیں ہم اُن ہمت و دروں کے جو صحابہ کرامؓ کے نقوشِ قدم کی رہنمائی میں **باطل** کو مٹا کر

قیامِ حق کے لئے ہمارے ہمسفر بننے پر تیار ہوں۔